E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A.

Paper : **Tareekh-e-Hind (1526-1947)**

Module Name/Title : **Hindustan Ki Aazadi Aur Gandhiji (Part-II)**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Mr. Salil Kader
PRESENTATION	Mr. Salil Kader
PRODUCER	Rafiq-ur-Rahman

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 25 .گاندھی جی کی آمد اور تحریک عدم تعاون

ساخت

25.0 مقاصد

25.1 تمہید

25.2 گاندھی جی ۔ جنوبی آفریقہ میں

25.3 ستیہ گرہ کا مفہوم

25.4 چمپارن ستیہ گرہ

25.5 احمد آباد ہڑتال اور کھیڑہ جدوجہد

25.6. رولیٹ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ

25.7 جلیان والا باغ المیہ

25.8 خلافت تحریک

25.9 عدم تعاون

25.10 آندھرا میں عدم تعاون

25.10.1 چیرالہ پیرالہ جدوجہد

25.10.2 پالہ ناڈو ستیہ گرہ

25.10.3 پیداتدی پاڈو میں ٹیکس نہیں مہم

25.11 پرنس آف ویلز کی آمد پر بائیکاٹ

25.12 یوپی میں کسان جدوجہد

25.13 موپلاہ بغاوت

25.14 چوری ۔ چوڑا واقعہ اور تحریک عدم تعاون کا اختتام

24.15 خلاصہ

25.16 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

25.17 نمونہ امتحانی سوالات

25.18 سفارش کردہ کتابیں

25.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ

- وہ حالات جن میں گاندھی جی لیڈر کی حیثیت سے ابھرے اورجنوبی آفریقہ میں ان کی سرگرمیاں ۔ چمپارن، احمد آباد اور کھیڑہ کے بارے میں تفصیل سے بیان کرسکیں۔
- رولیٹ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ کی روداد بیان کرسکیں
- جلیان والا باغ کے قتل عام کے بارے میں لکھ سکیں
- خلافت تحریک اور
- تحریک عدم تعاون، اس کے مقاصد، واقعات اور اختتام بیان کرسکیں

25.1 تمہید

1919ء میں ہندوستانی سیاست کا اہم ترین واقعہ گاندھی جی کا ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے ابھرنا ہے انھوں نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں ایک رہنمایانہ کردار ادا کیا اور ہندوستانی سیاست میں نت نئے طریقے شروع کئے اور نئے نئے تجربات پیش کئے ۔ 1920ء سے 1922ء کے دوران چلائی جانے والی عدم تعاون تحریک کے قائد گاندھی جی ہی تھے ۔

25.2 گاندھی جی ... جنوبی آفریقہ میں

گاندھی جی گجرات میں سوراشٹر ا پوربندر کے مقام پر 2 اکٹوبر 1869ء کو پیدا ہوئے ۔ وہ 1888ء میں انگلینڈ گئے اور بیرسٹرایٹ لا بن کر ہندوستان واپس ہوئے ۔ مئی 1893ء میں وہ پوربندر کے مسلمانوں کی ایک فرم میں وکیل کی حیثیت سے نٹال، جنوبی آفریقہ روانہ ہوئے وہاں مقیم ہندوستانیوں سے حقارت آمیز برتاؤ اور قانونی طور سے سیاسی اور سماجی امتیاز کی پالیسی سے گاندھی جی کو زبردست صدمہ ہوا ۔ خود انھیں کئی موقعوں پر ذلیل کیا گیا ۔ نٹال حکومت نے ہندوستانیوں کو نٹال لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبران کو منتخب کرنے کے حق سے محروم رکھا تھا ۔ گاندھی جی پر اس ناانصافی کا گہرا اثر پڑا اور اس کے خلاف جدوجہد کرنے کے لیے انھوں نے ایک مستقل سیاسی تنظیم نٹال انڈین کانگریس کے نام سے بنائی ۔ حکومت نے ہندوستانیوں کے حق رائے دہی کی تنسیخ کا بل پاس کیا ۔ اس کے علاوہ معاہدے پر آئے ہوئے ہندوستانی مزدوروں پر سالانہ Capita Per Tax عاید کیا ۔ ان قابل اعتراض اور مخالفانہ اقدامات کے باوجود گاندھی جی اس لیے برطانوی حکومت کے وفادار رہے کہ انھیں برطانوی حکام کی نیک نیتی پر بھروسہ تھا ۔

بہت جلد جنوبی آفریقہ کی حکومت نے ایک ایسا قانون پاس کیا جس کے تحت ٹرانسوال میں رہنے والے دس ہزار ہندوستانی لوگوں کو خطرناک سزا یافتہ مجرموں کی طرح اپنے فنگر پرنٹ رجسٹر کروانے کا حکم دیا گیا۔ گاندھی جی نے اسے سراسر ناانصافی قرار دیا اور وہاں کے سفید فام باشندوں کے خلاف شدید جدوجہد کا اعلان کیا۔ اسی جدوجہد کے دوران جو حکومتی قانون کے خلاف شروع کی گئی، گاندھی جی نے پہلی بار اپنا نیا سیاسی ہتھیار آزمایا جسے دنیا ستیہ گرہ کے نام سے جانتی ہے۔ انھوں نے ہندوستانیوں سے اس کالے قانون کی خلاف ورزی کرنے کی اپیل کی۔ ہندوستانیوں کو اپنے فنگر پرنٹس رجسٹر کروانے سے انکار کرنے اور ضرورت پڑنے پر جیل جانے یا مرنے سے بھی نہ ڈرنے کا مشورہ دیا۔ گاندھی جی نے ستیہ گرہ منظم کی تو انھیں اور ان کے (150) ساتھیوں کو جیل بھجوایا گیا۔ 1907ء میں ایک قانون کے ذریعہ ٹرانسوال (Transval) میں ہندوستانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کی گئی۔ گاندھی جی نے اس کے خلاف بھی اسی طرح ستیہ گرہ کی اور اس قانون کی خلاف ورزی کرنے کے لیے ہندوستانیوں کے ایک گروہ کو سرحد پار کرنے کی ہدایت دی۔ پھر سے گاندھی جی کو گرفتار کرلیا گیا۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا کہ وہ تمام شادیاں جو عیسائی رسوم کے مطابق انجام نہیں پائیں اور جنھیں رجسٹر نہیں کیا گیا ہے غیر قانونی ہوں گی۔ گاندھی جی نے حکومت سے درخواست کی کہ ہندوستانی شادیوں کو جائز قرار دینے کے لئے خاص طور سے قانون سازی کی جائے۔ گاندھی جی نے عورتوں کی ستیہ گرہ کی قیادت کی وہ اور ان کی بیوی کستوربا گرفتار کیے گئے۔

ہندوستانیوں سے اظہار ہمدردی کے لیے نیو کاسل NewCastle میں تقریباً 6000 کارکنوں نے ہڑتال کردی۔ انھیں مکانوں سے نکال باہر کردیا گیا اس کے باوجود وہ حکومت کے آگے جھکے نہیں۔ گاندھی جی نے ان کی قیادت کرتے ہوئے 2000 لوگوں کی ساتھ ستیہ گرہ کی۔ انھیں کوڑے لگائے گئے اور 9 مہنیوں کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ ہڑتالیوں کو بھی بے دردی سے پیٹا گیا۔ ان بہادر لوگوں نے ظلم و ستم کا بے جگری سے مقابلہ کیا حکومت نے فائیرنگ کے احکام بھی دیئے۔ لیکن پوری ہندوستانی برادری سفید فاموں کے زور و ستم کے آگے جسد واحد کی طرح کھڑی ہوگئی۔ آخر کار برطانوی گورنر Smuts نے ہندو، مسلم اور پارسی شادیوں کو جائز قرار دیا۔ یہ معاہدہ بھی ہوا کہ 1920ء سے ہندوستان سے بندھوا مزدوروں کا داخلہ بند کردیا جائے گا۔ البتہ پہلے سے موجود آزادانہ ہندوستانی مزدوروں کی بیویاں ان کے پاس آسکتی ہیں۔ اس طرح 1906ء میں شروع کی گئی گاندھی جی کی ستیہ گرہ کے نتیجے میں انڈین ریلیف ایکٹ (Indian Relief Act) 1914ء میں پاس کیا گیا۔ یہ ایک عظیم کامیابی تھی۔ اس وقت تک گاندھی جی آفریقہ میں ہندوستانیوں کے مسلمہ لیڈر بن چکے تھے اور ان کی شہرت ہندوستان تک پہونچ چکی تھی۔

25.3 ستیہ گرہ کا مفہوم

گاندھی جی نے ہندوستان میں بھی ستیہ گرہ کے اصول اور طریقے اپنائے۔ ان کی قابل قدر قیادت میں ستیہ گرہ، ایک اہم سیاسی ہتھیار بن گیا۔ خود گاندھی جی نے اس طریقہ کار کو پرامن مزاحمت (PassiveResistence) کا نام دیا مگر ساتھ ہی انھوں نے پرامن مزاحمت اور ستیہ گرہ کے بنیادی فرق کو بھی واضح کیا۔ "PassiveResistance" جہاں

کمزوروں کا ہتھیار ہے اور مقصد کے حصول کے لیے طاقت کے استعمال سے نہیں روکتا ۔ وہیں ستیہ گرہ کو طاقتور ترین لوگوں کا ہتھیار مانا گیا اور اس جدوجہد میں تشدد یا طاقت کے کسی بھی استعمال اور طریقے کی ممانعت کی گئی ہے ۔ صابرانہ جدوجہد میں محبت کے لیے کوئی جگہ نہیں جب کہ ستیہ گرہ خود محبت کا ایک قانون ہے عدم تشدد ستیہ گرہ کی بنیاد بنی ۔ اس موقع پر اور ہر طریقے سے تشدد سے پرہیز کرنا ستیہ گرہ کا ایک اصول ہے ۔ اس کا اصل نظریہ یہ ہے کہ دشمن کو نیست و نابود کرنے کی بجائے ہمدردی صبر اور برداشت سے اور خود تکلیف سہہ کر اس کا دل اور اس کی ہمدردی جیتی جائے ۔ ستیہ گرہی ہر طرح کی برائی سے نفرت کرتا ہے اور ان سے کسی صورت میں بھی سمجھوتہ نہیں کرتا ۔ برائی کرنے والے تک وہ محبت کے راستے سے پہونچتا ہے وہ انسان کی بنیادی فطرت اور اچھائی پر اٹوٹ بھروسہ رکھتا ہے ۔ یہ حیوانی قوت پر روحانی قوت کی فتح ہے ۔ گاندھی جی نے کہا " میرا یقین ہے کہ عدم تشدد، تشدد پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے ۔ معاف کرنا، سزا دینے سے کہیں زیادہ مردانہ فعل ہے "۔

گاندھی نے عدم تعاون اور سیول نافرمانی کو ستیہ گرہ کی دوشاخوں سے تشبیہ دی۔ ستیہ گرہ کا مقصد خود تکلیف اٹھا کر ظالم کی فطرت کو بدل دینا ہے ۔

"عدم تشدد اپنی مکمل شکل میں شعور کی تکلیف کا نام ہے "

گاندھی جی نے بتایا کہ ستیہ گرہ کوئی مادی نہیں بلکہ اخلاقی ہتھیار ہے ۔ اس میں اپنی مرضی سے تکلیف اٹھائی جاتی ہے اس طرح اس کے ذریعہ نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور قوت آزادی بھی مضبوط ہوتی ہے ۔ یہ ایک اعلا سطح کی سیاسی جنگ کو وجود میں لاتی ہے ۔ یہ جن کے خلاف استعمال کی جاتی ہے ان کے ضمیر کو کھروچتی ہے ان کے دل میں احساس جرم پیدا کرتی ہے ان کے اعتماد کو متزلزل کردیتی ہے اور انھیں ناکارہ بنادیتی ہے ۔ اس طرح سے مخالف کے جسمانی و دماغی طور سے مضبوط ہونے کے باوجود ستیہ گرہ کو اس پر فتح حاصل ہوتی ہے اس لحاظ سے یہ اس لیے بھی بہتر ہے کہ سیاسی اور فوجی اعتبار سے کمزور لوگ بھی اسی ایک ہتھیار کے سہارے انصاف حاصل کرسکتے ہیں ۔

جنوبی آفریقہ سے گاندھی جی 1915ء میں ہندوستان آئے ۔ اس وقت عالمی جنگ زوروں پر چل رہی تھی اور جرمن کو اہم فتوحات حاصل ہورہی تھیں ۔ گاندھی جی نے محسوس کیا کہ وہ بھی ہندوستانی سیاست میں کوئی اہم رول ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں ۔ اسی لیے کچھ عرصہ وہ سیاست سے الگ تھلگ رہے ۔ گوکھلے کے مشورے پر گاندھی جی نے ایک چھوٹے سے دیہات میں ایک ستیہ گرہ آشرم قایم کیا ۔ کچھ عرصہ بعد آشرم کو احمد آباد میں سابر متی منتقل کردیا گیا ۔ اس وقت برطانوی نوآبادیات کے لیے ہندوستانی مزدوروں کو اقرار نامے کے ذریعہ جبری بھرتی کیئے جانے کا طریقہ تھا ۔ گاندھی جی اسے ایک لعنت قرار دیتے تھے ۔ چناں چہ اس کو ختم کرنے کے لیے گاندھی جی نے سارے ملک کا دورہ کیا تاکہ اس کے خلاف احتجاج کیا جائے انھوں نے تنقید کی کہ اس کے خلاف پورے ملک میں ستیہ گرہ کی جائے گی جس پر برطانوی حکومت نے اس نظام کو ختم کردیا ۔

NATIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * IMC LIBRARY * Hyderabad

25.4 چمپارن ستیہ گرہ

چمپارن ستیہ گرہ اس قدر پر اثر ثابت ہوئی کہ اس کے بعد گاندھی جی کو قومی ہیرو کا درجہ حاصل ہوگیا۔ بہار کا صوبہ چمپارن ایک پچھڑا ہوا قصبہ تھا۔ یہاں کا زیادہ تر کاشتکار طبقہ نیل کے کھیتوں میں کام کرتے گزارا کیا کرتا تھا جو کہ یوروپی شجر کاروں (Planters) کے کنٹرول میں تھا۔ کاشتکاروں کو بے حد ہراساں کیا جاتا تھا۔ انھیں مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے کھیت کے کم سے کم 3/20 حصہ میں نیل کی کاشت کریں اور اس کو شجر کار اپنی مقررہ کردہ قیمت پر خریدتے تھے اس طرح کی صورت حال قبل ازیں بنگال میں بھی ہوتی تھی۔ لیکن 1859 تا 1861ء کے دوران ہوئی عظیم بغاوت کے ذریعہ جسے نیلی بغاوت "Blue Mutiny" بھی کہتے ہیں کاشتکاروں نے نیل کے مالکان زراعت سے اپنا حق جیت لیا تھا۔

چمپارن کے کسانوں نے جنوبی آفریقہ کی جدوجہد کے چرچے سنے تھے۔ اس لیے ان سے مدد کی درخواست کی گئی گاندھی جی 1917ء میں چمپارن پہونچے وہاں انھیں ہندوستانی ں کی غربت کا ننگا نظارہ دیکھنے کو ملا۔ ان کے ساتھ بابو راجندر پرساد، جے۔ بی۔ کرپلانی، مہادیو دیسائی اور مظہر الحق بھی تھے۔ یہ جماعت جب موتی ہاری پہونچی تو گاندھی جی کو فورا جگہ چھوڑنے کی نوٹس دی گئی۔ انھوں نے احکام کی خلاف ورزی کی کورٹ میں مقدمہ چلاکر انھیں مجرم قرار دیا گیا۔ گاندھی جی نے صفائی پیش کی کہ حکم کی خلاف ورزی کرنے سے ان کا "مقصد قانونی ارباب اقتدار کی بے عزتی کرنا نہیں ہے بل کہ اس اعلا قانون یعنی اپنے وجود اور اپنے ضمیر کی آواز کی اطاعت ہے"

ان کے یہ الفاظ اور خود ان کی شخصیت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ہندوستان کے سیاسی آسمان پر ایک نیا لیڈر ابھر رہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ گاندھی کے ساتھ احتجاج میں شریک ہوئے۔ حکومت کو گاندھی جی کے خلاف مقدمہ واپس لینا پڑا اور ۔کاشتکاروں کی شکایات کا جائزہ لینے کے لیے ایک انکوائیری کمیٹی بٹھانی پڑی The Champaran Agrarian Bill پاس کیا گیا۔ گاندھی جی کے نئے ہتھیار "ستیہ گرہ" کی یہ ایک عظیم فتح تھی۔

25.5 احمد آباد ہڑتال اور کھیڑہ جدوجہد

اس کے بعد گاندھی جی احمد آباد کے مل مزدوروں کی ہڑتال میں دل و جان سے جٹ گئے۔ انھوں نے مرن برت رکھا جس سے متاثر ہوکر آخر کار مل مالکوں کو مزدوروں کی مزدوری میں 35% اضافہ پر راضی ہونا پڑا۔ وہاں گاندھی جی گجرات میں کھیڑہ کے مقام پر گئے۔ وہاں کاشت کاروں کے اس مطالبہ کی حمایت کی کہ مالگزاری کے تعین کو ملتوی رکھا جائے کیوں کہ پیداوار 25% سے بھی کم ہوئی ہے۔ حکومت نے یہ نہیں مانا ولبھ بھائی پٹیل اور دوسرے لوگ بھی گاندھی جی کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوگئے۔ آخر کار حکومت کو کسانوں کی مانگ پوری کرنی پڑی۔ اس طرح ستیہ گرہ کا ہتھیار اپنا جادوئی کرشمہ دکھانے لگا۔

25.6 رولیٹ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ

پہلی عالمی جنگ کے خاتمہ پر ہندوستانیوں کے احساسات اور متفقہ رائے کو نظرانداز کرتے ہوئے حکومت نے مارچ 1919ء میں رولیٹ ایکٹ پاس کردیا۔ اس جابرانہ قانون کا لاگو کرنا گاندھی جی کے کیریر کا اہم موڑ ثابت ہوا۔ ان کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا۔ کیوں کہ برطانوی حکومت سے وابستہ ان کی تمام توقعات چور چور ہوگئیں۔ انھوں نے ستیہ گرہ کے ذریعہ اس اقدام کی مخالفت کی ٹھان لی۔

6اپریل 1919ء کو گاندھی جی نے رولیٹ ایکٹ کے خلاف ملک گیر مظاہرے کی شروعات کی۔ انھوں نے عوام سے اس دن مکمل ہڑتال منانے کی اپیل کی، جس کا قابل تعریف اثر ہوا۔ اس دن پورے ملک میں ہڑتال کی گئی، مظاہرے ہوئے اور جلسے منائے گئے۔ ان میں اضافہ ہونے لگا عوام میں سیاسی بے چینی بڑھنے لگی اور پہلی بار قومی تحریک نے عوامی چولا پہنا۔ عوامی غم و غصے کے اظہار کے لیے جلوس نکالے گئے۔ کئی جگہوں پر یہ دن خیر خوبی سے گزر گیا۔ دلی میں حکام اور عوام کے درمیان تصادم کی نوبت آئی۔ مقامی لیڈروں نے گاندھی جی سے دلی کے دورے کی خواہش کی۔ اسی طرح کی گڑبڑ پنجاب میں بھی ہوئی پنجاب اور دلی میں گاندھی جی کے داخلے پر پابندی عائد کردی گئی۔ دلی کے قریب انھیں زبردستی ٹرین سے اتار کر واپس بمبئی بھجوادیا گیا۔ ان کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ جس سے عوام میں اور بھی غم و غصہ پھیل گیا۔ حکومت کی سخت گیری میں بھی اضافہ ہوگیا۔ ہندو مسلم ایک دوسرے کے ساتھ احتجاج میں شریک تھے۔ مگر مہاتما گاندھی نے پر تشدد واقعات کے پیش نظر اچانک ہی ایجی ٹیشن کو معطل کردیا۔

25.7 جلیان والا باغ المیہ

رولیٹ ایکٹ پر ایک سلسلہ وار ردعمل شروع ہوا۔ جس کا سب سے اہم واقعہ جلیان والا باغ المیہ تھا۔ جس نے سارے ملک کو دہلا دیا اور جس کی وجہ سے گاندھی جی نے تحریک عدم تعاون شروع کی

کانگریسی لیڈروں، ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی گرفتاری کے خلاف بطور احتجاج امن پسند کانگریسیوں نے 13اپریل 1919ء کو امرتسر میں جلیان والا باغ کے مقام پر ایک جلسہ طلب کیا۔ اس جگہ کو برطانوی فوج نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور اندر کے لوگ ایک ایسے مقام پر گھیرے گئے۔ جس کا باہری راستہ صرف ایک ہی تھا۔ بناء کسی مناسب وارننگ کے اور بلا اشتعال جنرل ڈائیر (Gen.Dyer) نے فائیرنگ کا حکم دے دیا۔ بھاری تعداد میں لوگ ہلاک ہوئے اور زخمی خون میں نہاگئے۔ جلیان والا باغ (امرتسر) میں نہتے عوام کا قتل عام اور پنجاب میں مارشل لا کے قانون نے عوام کو غصے سے کھولا دیا۔ اس بہیمانہ قتل کے ذمہ داروں کو سزا دینے کے عوامی مطالبہ کے باوجود اس وحشیانہ حرکت کا ارتکاب کرنے والوں کو کھلی چھوٹ دے دی گئی۔

غیر معمولی دباؤ پڑنے پر حکومت نے جلیاں والا باغ فائیرنگ کے جواز کی چھان بین کے لیے ہنٹر کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن نے جنرل ڈایر کو ہر الزام سے بری کردیا اس کے اقدام کو صرف فیصلے کی ایک سنگین غلطی ٹھرایا گیا۔ جو کہ واقعہ کی مناسب ضرورت سے تجاوز کر گئی تھی۔

ہر سمت سے اس وحشی پن کی شدت سے مذمت کی گئی۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے بطور احتجاج اپنا اعزاز واپس کردیا۔ کانگریس نے خود اپنی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جس میں موتی لال نہرو، فضل الحق، ایم۔ آر۔ جیاکر، سی۔ آر۔ داس، عباس طیب جی اور گاندھی شامل تھے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپوٹ میں وحشیانہ طریقہ کار اختیار کرنے پر جنرل ڈائر کی مذمت کی اور جلیان والا باغ میں کھیلی جانے والی خونی ہولی کی تمام تر ذمہ داری اس پر عائید کی گئی۔ کمیٹی نے جلیان والا باغ المیہ کے وقوع پذیر ہونے کے بعد وہاں کے انتشار اور دہشت کے دور کی بھی مذمت کی۔ انہوں نے زخمیوں کے لیے اور شہیدوں کے خاندانوں کے لیے معاوضے کا مطالبہ کیا مگر حکومت نے ان مطالبات پر کوئی توجہ نہیں دی

ڈسمبر 1919ء تک گاندھی جی حکومت کے تعاون کار تھے۔ لیکن جلیان والا باغ قتل عام نے انھیں ستمبر 1920ء میں حکومت کے خلاف عدم تعاون تحریک کا لیڈر بنا دیا۔ اس کے بعد سے گاندھی جی کانگریس کے متفقہ لیڈر رہے اور اپنی شاندار شخصیت کے زیر اثر اس کی سرگرمیوں میں روح پھونک دی۔ گوکھلے، گاندھی جی کے سیاسی مصلح تھے۔ جن کے سیاسی فلسفے نے گاندھی جی کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ 1915ء میں وہ ہندوستان لوٹے اور برطانوی فوج کی دل سے حمایت کی۔ ان کی خدمات کے صلے میں انھیں قیصر ہند کے میڈل سے بھی نوازا گیا۔ لیکن ماشفورڈ اصلاحات اور رولیٹ ایکٹ کے ذریعہ جس حقارت آمیز رویہ کا اظہار کیا گیا۔ اس سے برطانوی حکومت پر انھیں جو اعتماد تھا وہ باطل ہوگیا۔ پنجاب المیہ نے گاندھی جی کو ہندوستانی سیاستدانوں کی صف اول میں لاکر کھڑا کیا۔ انھیں اس بات کا احساس ہوا کہ کامیاب جدوجہد کے لیے عوام کو بیدار کرنا ضروری ہے وہ پہلے قومی لیڈر تھے جنھوں نے دیش کی آزادی کی تحریک میں عوام کے کردار اور عمل کو غیر معمولی اہمیت دی۔ ان کی سادگی اور خلوص نے لوگوں کو بے حد متاثر کیا۔ انھوں نے کاشت کاروں اور مزدوروں میں حب الوطنی کے جذبات بیدار کیے اور آزادی کی جنگ میں انھیں ساتھ دینے کے لیے تیار کیا۔ انھوں نے اپنے کو غریب دیہاتیوں میں سے ایک ظاہر کیا اور انھیں کی طرح زندگی گزارنے لگے اور سچ پوچھو تو وہ نیشنلسٹ ہندوستان کی ایک علامت بن گئے۔ یکم اگست 1920ء کو نیشلسٹ ہندوستان کے عظیم معمار لوک مانیہ تلک کی وفات ہوئی۔ ساری قوم اس خبر سے ملول ہوگئی تلک کی وفات سے قیادت کا جو خلاء پیدا ہوا اسے گاندھی جی نے پر کیا اور آنے والی تین دہائیوں میں وہ ہندوستان کے سیاسی افق پر چھائے رہے۔ گاندھی جی کی رہنمائی میں کانگریس محض اعلا طبقے اور انٹلکچوئیل لوگوں کی جماعت نہیں رہی بل کہ صحیح معنوں میں ایک قومی تنظیم بن گئی۔

25.8 خلافت تحریک

پہلی عالمی جنگ کے خاتمے پر پان اسلامک (Pan Islamic) تحریک نے زور پکڑا۔ پوری مسلم برادری ترکی کی شکست سے پریشان تھی۔ چوں کہ ساری مسلم دنیا سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ مانتی تھی۔ ساری دنیا میں سلطان کو احترام کی

نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ہندوستانی مسلمانوں نے ترکی کے ساتھ برطانوی رویہ کو ایک عظیم دھوکا قرار دیا اور ان میں بغاوت کا ایک طوفان اٹھا۔ محمد علی، شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد اور چند دوسرے لوگوں کی قیادت میں خلافت تحریک چلائی گئی۔ اس کا مقصد سلطان ترکی کے مرتبے اور وقار کو بحال کرنا تھا۔ اسی خلافت تحریک سے وابستگی کے دوران گاندھی جی نے ہندوستانی سیاست میں کلیدی رول ادا کیا۔ نومبر 1919ء میں دلی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس گاندھی جی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

گاندھی جی نے اس موقعہ کو ہندو مسلم اتحاد کی مضبوطی کے لیے زرین قرار دیا۔ تاکہ امپریلزم (سامراجیت) کے خلاف متحدہ جدوجہد کی جائے۔ انھوں نے تحریک کے لیے کانگریس کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ ہڑتالیں اور احتجاجی جلسے مشترکہ طور پر منعقد کیئے گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے بے مثال نظارے دیکھنے کو ملے۔

گاندھی جی نے ہندوستانی مسلمانوں سے کیئے گئے وعدوں اور تیقنات کو توڑنے پر حکومت پر شدید اعتراض کیا۔ انھوں نے ہندوؤں سے خلافت احتجاج میں شریک ہوکر مسلمانوں کی ان کے اس برے وقت میں مدد کرنے کی اپیل کی۔ ہندو مسلم مسئلے سے گاندھی جی جس طرح نپٹے اس سے جنگ آزادی کے واقعات پر گہرا اثر مرتب ہوا۔

یہ یاد دہانی بیجانہ ہوگی کہ گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد کو اولین ترجیح دی۔ یوں تو وہ ایک کٹر ہندو تھے لیکن گاندھی جی کے مذہبی اور تمدنی نظریات کائیناتی رنگ لیے ہوئے تھے، محدود نہیں تھے وہ لکھتے ہیں

"ہندوستانی کلچر مکمل طور سے نہ تو ہندو ہے نہ اسلامی نہ اسے کوئی اور نام دیا جاسکتا ہے یہ ان سب کا امتزاج ہے"

وہ چاہتے تھے کہ ہندوستانی اپنی تمدنی روایات کا احترام کریں اور ساتھ ہی ساتھ دوسری تہذیبوں کی بہترین خصوصیات کو بھی اپنائیں۔

خلافت تحریک کے سبب برطانوی اقتدار کی مخالفت کے لیے ہندو اور مسلمان متحد ہوگئے۔ گاندھی جی نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ عدم تعاون تحریک کے ذریعہ ہی وہ ان کے ساتھ کی گئی ناانصافی کا مداوا حاصل کر پائیں گے۔ یعنی ترکی کے ساتھ اتحادیوں کے ذریعہ عائید کی گئی شرائط صلح میں تبدیلی مرکزی خلافت کمیٹی نے اس تجویز کو قبول کرلیا۔

کانگریس کا خصوصی اجلاس ستمبر 1920ء میں کلکتہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت لالہ لاجپت رائے کو سونپی گئی ،اس وقت تک تلک وفات پاچکے تھے۔ اس طرح تناؤ، غم اور رنج کے اس ماحول میں کانگریس نے انتہائی متنازعہ اور اہم تحریک عدم تعاون پر اپنا فیصلہ سنایا۔ گاندھی جی نے قرار داد پیش کی۔ ایک بڑا گروپ اس کا حامی تھا آخر میں طویل مباحث کے بعد اسے کانگریس کے کھلے اجلاس میں دوتہائی اکثریت سے منظور کرلیا گیا۔ اس طرح ایک نئے طرز کی جدوجہد شروع ہوگئی۔

ڈسمبر 1920ء کے ناگپور سیشن میں یہ اعلان کیا گیا کہ کانگریس کی منزل برطانوی حکومت کے تحت ہی "سوراج" حاصل کرنا ہے اگر ممکن ہوا تو مکمل آزادی بھی۔ اس وقت تک کانگریس اپنے مقاصد کو صرف دستوری طریقے سے حاصل کرنے کو صحیح طریقہ مانتی تھی۔ لیکن اب اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے ناگپور کے اجلاس نے تمام پرامن اور قانونی وسائل حاصل کرنے کا اعلان کیا۔ کانگریسیوں نے ریفارمڈ کونسل کے الیکشن سے اپنے امیدوار کی دست برداری کی بھی پیش کش کی۔ ریفارمڈ کونسل کے الیکشن سے امیدوار کو دستبردار کروانے کانگریس عملی طور سے اصلاحی اسکیم کو مسترد کررہی تھی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ چمپارن، احمد آباد اور کھیڑہ میں گاندھی جی نے کن لوگوں کی حمایت کی؟

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

2۔ 13 اپریل 1919ء کا دن کیا اہمیت رکھتا ہے؟

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

3۔ گاندھی جی نے خلافت تحریک کی حمایت کیوں کی؟

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

25.9 عدم تعاون عمل میں

مہاتما گاندھی کی شروع کی ہوئی تحریک عدم تعاون دو رخی تھی۔ ایک مثبت رخ اور دوسرا منفی رخ۔ سودیشی کو فروغ دینا خاص طور سے چرخے سے بنی گئی کھادی پہننا، چھوت چھات کو مٹانا، ہندو مسلم اتحاد، نشہ وار اشیا کی مخالفت اور سوراج فنڈ کی وصولی تحریک کے مثبت پروگرام میں شامل تھے۔ منفی پہلو عام طور پر سہ رخی بائیکاٹ کہلایا ہے لیجسلیچر، عدالتوں اور تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ پرامن مزاحمت (PassiveResistance) اور سیول نافرمانی کے نظریات واضح طور پر پروگرام میں شامل نہیں تھے۔ مگر ان کی اجازت تھی۔ بائیکاٹ پروگراموں میں ان خطابات اور اعزازات کی واپسی بھی شامل تھی، جو برطانوی حکومت نے دیئے۔ سودیشی پروگرام کے فروغ کے ایک حصے کے طور پر غیر ملکی اشیا کا بائیکاٹ بھی کیا جاتا تھا۔

عدم تعاون تحریک کی قرارداد کی منظوری کے فوراً بعد گاندھی جی نے وسیع پیمانے پر ملک کا دورہ کیا اور عوام کو تحریک سے واقف کروایا اور تحریک کے مثبت پہلو پر خاص دھیان دیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے مارچ 1921ء میں وجئے واڑہ میں اپنی میٹنگ رکھی۔ جس کی وجہ سے آندھرا میں قومی تحریک میں زبردست تیزی آگئی۔ دور دراز کے دیہاتوں سے لاکھوں لوگ گاندھی جی کو دیکھنے کے لیے جمع ہوگئے اور ان کی تعریف میں گیت گائے۔ کمیٹی نے سوارج فنڈ کے نام سے عطیے وصول کیے۔ جس کا ردعمل ہمت افزا رہا۔ عورتوں نے بھی اس فنڈ میں اپنے گہنے خوشی خوشی دان دے دیئے۔ شراب کی دوکانوں کی پکٹنگ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کا بھی نہایت شاندار اثر ہوا اور حکومتی آمدنی میں قابل قدر گراوٹ آئی۔

آل انڈیا کانگریس نے اپنے بمبئی اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی کہ "غیر ملکی کپڑے کو یا تو تباہ کردیا جائے یا یہ صرف ہندوستان سے باہر استعمال کیا جائے" بمبئی شہر میں اس اپیل کا زوردار اثر ہوا اور غیر ملکی کپڑا جلانے کے شاندار مظاہرے دیکھنے میں آئے اور دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح غیر ملکی کپڑے جلائے جانے لگے۔

کونسلس کا بائیکاٹ کرنے کی تحریک کامیاب نہیں ہوئی کانگریس نے چوں کہ الیکشن میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اس لیے تمام سیٹوں پر غیر کانگریسیوں کا قبضہ تھا۔ مگر بہرحال الیکشن کے بائیکاٹ کے ذریعہ کانگریس نے ساری دنیا پر یہ واضح کردیا کہ منتخبہ لیجسلیٹیو کونسل ہندوستانی عوام کی نمائندگی کا کوئی دعویٰ نہیں کرسکتی۔ موتی لال نہرو اور سی۔ آر۔ داس عظیم وکلاء میں شمار ہوتے تھے جن کی آمدنی بادشاہوں جیسی تھی۔ انھوں نے قانونی پیشے کا بائیکاٹ کرتے ہوئے عظیم قربانی دی۔ ان کی تقلید ہزاروں وکیلوں نے کی۔ مگر اس کے باوجود برطانوی عدالتوں کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اسکول اور کالجوں کے بائیکاٹ کا جزوی اثر ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں طلبا نے تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کرتے ہوئے اپنی پڑھائی ترک کردی۔ کئی نیشنل اسکول اور کالجس کھولے گئے جیسے کہ مسولی پٹنم کا نیشنل کالج۔

25.10 آندھرا میں عدم تعاون

عدم تعاون تحریک کے دوران آندھرا میں تین اہم واقعات پیش آئے۔ جو قابل ذکر ہیں۔

25.10.1 چیرالہ پیرالہ جدوجہد

چیرالہ اور پیرالہ گنٹور ڈسٹرکٹ کے دو دیہات ہیں۔ وہاں کے باشندوں کی اکثریت جلاہوں کی تھی جن کی آمدنی بے حد محدود تھی۔

1919ء میں مدراس حکومت نے چیرالہ اور پیرالہ کو ایک علاحدہ میونسپلٹی میں بدل دیا۔ اس اقدام سے عوامی محصولات بڑھ کر 4,000 سے 30,000 ہوگئے۔ عوام نے میونسپلٹی کو منسوخ کرنے کے لیے حکومت سے نمائندگی کی۔ مگر جواب میں صرف انکار ملا۔ عوام نے میونسپلٹی کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ایڈن برگ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ دُگی رالا گوپالا کرشنا نے لکچرر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر "آندھرا ودیا پیٹھ گوشٹھی" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ انھوں نے بائیکاٹ تحریک کی قیادت کی اور عوام کو ہدایت دی کہ وہ میونسپلٹی کے ٹیکس ادا نہ کریں۔ ان کی ٹیکس مہم

بے حد کامیاب رہی۔ حکومت نے جابرانہ رویہ کا مظاہرہ کیا۔ گاندھی جی جب AICC کے ایک اجلاس میں شرکت کے لیے آندھرا گئے تو ڈگی رالا نے ان سے ملاقات کی۔ گاندھی جی کے مشورے پر وہاں کے سبھی لوگوں نے اپنے مکانات خالی کردیئے اور وہاں کے مضافات میں مقیم ہوگئے جو میونسپلٹی کے دائرہ میں نہیں آتے تھے۔نئے مقام پر منتقلی سے لوگوں کو ناقابل بیان تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ انھیں اپنی تحریک برقرار رکھنے کے لیے مناسب فنڈز بھی حاصل نہیں تھے۔ آخر کار مایوس اور پست ہمت ہوکر عوام اپنے گھروں کو لوٹنے پر مجبور ہوئے۔

25.10.2 پالاناڈو ستیہ گرہ

گنٹور ڈسٹرکٹ میں پالاناڈو کے مقام پر رہنے والے لوگ غربت کا شکار تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ جنگلات سے ہونے والی آمدنی پر گزارہ کرتے تھے۔ فارسیٹ آفیسر انھیں کئی طرح سے پریشان کیا کرتے تھے۔ پالاناڈو کے عوام کو جب تحریک عدم تعاون کے طریقہ کار سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے بھی جنگلاتی قوانین کی خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ سب سے پہلے انھوں نے فاریسٹ آفیسروں کا بائیکاٹ کیا۔ دھوبیوں نے ان کے کپڑے دھونے سے انکار کردیا اور اسی طرح کی کئی ضروری اقدامات سے ان کو محروم کردیا گیا۔ حکومت کا اصرار تھا کہ فاریسٹ (جنگلاتی) قوانین لاگو کیئے جائیں۔ ستمبر 1921ء میں فاریسٹ افسروں نے ریزرو پولیس کی مدد سے ایک چھوٹے دیہات کے پاس چھاپہ مارا اور تقریبا 300 مویشی پکڑ کر لیے گئے۔اس وقت وہ دیہات سے روانہ ہورہے تھے تب 300 مرد و خواتین سے جن کی قیادت بھی کنتی ہنومنتو اور کئی دوسرے کر رہے تھے پولیس پارٹی پر حملہ کیا۔ جس پر پولیس نے فائیرنگ کی۔ جس میں ہنومنتو اور کئی دوسرے مارے گئے۔ حکومت کی جابرانہ پالیسی اور اچانک ہی عدم تعاون تحریک کو واپس لے لیے جانے کے سبب یہ فاریسٹ ستیہ گرہ ٹوٹ گئی اور پرانے حالات و قوانین بحال ہوگئے۔

25.10.3 پیدا تندی پاڈو میں ٹیکس نہیں مہم

جنوری 1922ء میں آندھرا کانگریس کمیٹی نے ٹیکس ادا نہ کرنے کی مہم کو سیول نافرمانی تحریک کے ایک حصے کے طور پر شروع کرنے کے لیے قرارداد پاس کی۔ اس کے ساتھ ہی دیہاتی افسروں کو اپنے مفاد کے حاصل کرنے کا ایک موقع ملا۔ کیوں کہ ان کی تنخواہیں بے حد تھوڑی تھیں اور انھیں کام بے حد زیادہ کرنا پڑتا تھا۔ پیدا تندی پاڈو کے دیہاتی افسروں نے نائب کرنم،صدر پنچایتی اور ویٹیوں (Vettis) کے برخواست کیے جانے پر بطور احتجاج استعفی دے دیا جس کی وجہ سے ٹیکس کی وصولی کا کام رک گیا۔اس تحریک کی قیادت پیرو تانینی ویرنا چودھری نے کی۔ دیہاتیوں نے ٹیکس ادا نہ کرتے ہوئے تحریک کی حمایت کی۔ عوام نے افسروں کا بھی بائیکاٹ کیا۔ حکومت نے ہر حربہ آزمالیا۔ پھر فوج کو تعنیات کردیا گیا۔ اس پر بھی عوام ٹیکس دینے پر راضی نہیں ہوئے۔ لارڈ لینگٹن کے تبصرے کے مطابق " ٹیکس نہیں " مہم نے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی بنیاد کو ہلادیا۔ بد قسمتی سے اس تحریک کی حمایت کے سوال کو لے کر کانگریس منقسم ہوگئی اور تحریک رفتہ رفتہ دم توڑ گئی۔

25.11 پرنس آف ویلز کی آمد پر بائیکاٹ

پرنس آف ویلز کی آمد پر بائیکاٹ کرنا عدم تعاون تحریک کی قابل ذکر کامیابی تھی۔ اس دورہ کا مطلب ہندوستانی عوام نے یہ لیا کہ ہندوستانیوں کے روایتی جذبات کا استحصال کرتے ہوئے تحریک عدم تعاون کو بے اثر بنانے کی ایک کوشش ہے۔ AICC کی جولائی 1921ء میں ہونے والی میٹنگ نے پرنس آف ویلز کے دورہ کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل جاری کی۔ جس دن پرنس آف ویلز کا جہاز ساحل پر پہنچا۔ پورے شہر میں ہڑتال منائی گئی۔ گاندھی جی نے بائیکاٹ کے جس جلسے کو مخاطب کیا اس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے اور بیرونی کپڑوں کی بہت بڑی ہولی جلائی گئی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ تشدد اور فساد کے واقعات بھی پیش آئے۔ جس سے گاندھی جی شدید مایوس ہوئے اور جس کے نتیجہ میں انھوں نے سیول نافرمانی تحریک جسے کہ نومبر 1921ء میں بردولی سے شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا، معطل کردی۔

کلکتہ اور دوسرے مقامات پر البتہ ہڑتال اور پرنس آف ویلز کا بائیکاٹ دونوں ہی پرامن رہے۔

بمبئی کے تشدد کا فائیدہ اٹھاتے ہوئے انگریزوں نے اس کے خلاف سخت گیر اقدامات کا مطالبہ کیا۔ جس پر کانگریس اور خلافت تنظیم دونوں ہی غیر قانونی قرار دیئے گئے۔ عوامی جلسے اور جلوسوں پر پابندی عائید کردی گئی۔ پرامن سمجھوتے کے لیے کچھ کوشش بھی کی گئی جو کہ ناکام رہی۔ کئی کانگریسیوں کو بامشقت قید کی سزادی گئی۔ کئی طرح سے پولیس دہشت قایم کرنے کی کوشش کی گئی۔ جیسے کہ مرد و خواتین کی بلالحاظ گرفتاری اور ان کا پیٹاجانا، گرفتار شدہ افراد کے ساتھ بدسلوکی اور نئے مقدموں کا چلائے جانا پولیس کی تحویل میں عرصے تک رکھنا، وغیرہ بعض اوقات یوروپی سپاہی - دیوانوں کی طرح ہاتھوں میں ریوالور تھامے گھومتے تھے انگریزوں نے جس طرح سے جابرانہ پالیسی نافذ کی، اس کی وجہ سے عوام بے صبری سے مزید کچھ کر بیٹھنے کو تیار ہوگئے۔ تحریک عوام کی رگ رگ میں سما گئی۔ اترپردیش اور بنگال میں ہزاروں کسانوں نے عدم تعاون تحریک کی اپیل کا بھرپور جواب دیا۔ پنجاب میں سکھوں نے اکالی تحریک کے نام سے جدوجہد شروع کی۔

25.12 اترپردیش میں کسان جدوجہد

1921ء کی ابتدا میں اترپردیش کے فیض آباد اور رائے بریلی اضلاع میں کاشت کاروں کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ گڑبڑ اس وقت شروع ہوئی جب کہ کسانوں نے زمینداروں کی جانب سے عائید کئے گئے چند ناجائیز اور جابرانہ محاصل اداکرنے سے انکار کردیا۔ ایسے محاصل کی وصولی میں ہمیشہ پولیس اور مجسٹریٹوں کی مدد حاصل کی جاتی تھی۔ کئی دیہاتوں میں ایک بڑا فساد پھیل گیا۔ منشی گنج ہی جیل کے سامنے دس ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ پولیس نے انھیں منتشر کرنے کے لیے فائیرنگ کی۔ ایک اور فساد رچھروان Rachrwan کے مقام پر ہوا۔ جس میں کئی پولیس کانسٹیبل بھی ہلاک ہوئے۔ ایسے اور کئی فسادات ہوئے جن سے حکومت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کسانوں کی یہ گڑبڑ عدم تعاون تحریک ہی کا شاخسانہ ہے۔ اور ان لیڈروں نے امن و قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کسانوں سے زمین داروں کی ادائیگی روکنے پر سوراج کا وعدہ کیا ہے

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

25.13 موپلاہ بغاوت

عرب مہاجرین کی نسل موپلاہ کئی صدیوں سے ساحل مالابار پر مقیم تھی ۔ لاکھوں کی تعداد میں یہ لوگ غریب اور دنیا سے بے خبر تھے ۔ لیکن ہندوستان کے کسی بھی مسلم فرقے کی طرح ہندوؤں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزار رہے تھے برطانوی حکمرانی کے دوران انھوں نے کئی بار بغاوت کی لیکن سب سے اہم بغاوت 1921ء میں ہوئی ۔ یہ بغاوت خلافت تحریک کے زیر اثر ہوئی ۔ اس کے علاوہ مسلم کسان دوسرے فرقے کے کسانوں کی طرح زمینداروں کی جابرانہ پالیسی سے تنگ تھے ۔

خلافت لیڈروں کی اشتعال انگریز تقریروں اور خلافت کانفرنس کی قرار دادوں نے موپلاہ کو اکسا دیا ۔ چناں چہ خفیہ طریقے سے تلوار، چاقو اور خنجر بنائے جانے لگے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کی تیاریاں کی جانے لگیں ۔ 20 اگست 1921ء کو کالی کٹ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوج اور پولیس کی مدد سے تیرورنگڈی میں ان چند لیڈروں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جن کے قبضے میں اسلحہ تھے ۔ ایک زبردست جنگی مقابلہ ہوا اور یہ فوری بغاوت کے لیے ایک سگنل ثابت ہوا ۔ سڑکوں کی ناکہ بندی کردی گئی ۔ ٹیلی گراف کے تار کاٹ دیئے گئے اور ریلوے ٹریکس پٹریوں کو تباہ کردیا گیا ۔ پولیس اسٹیشنوں پر بھی حملے کیئے گئے ۔ کئی یوروپی باشندے ہلاک کیئے گئے ۔ کچھ جان بچاکر فرار ہوگئے ۔ موپلاہ نے اپنے پورے علاقے کو خلافت سلطنت کا نام دیا اور "سوراج" کا اعلان کیا۔ تحریک کے دوران ہندوؤں کو بھی ہلاک کیا گیا۔ ان کے مندر تباہ کیئے گئے اور چند کو زبردستی مذہب بدلنے پر مجبور کیا گیا۔

حکومت کو مختلف علاقوں سے طاقتور فوجیں ساحل مالابار کو بھجوانی پڑیں ۔ باغی پہاڑیوں میں جا چھپے ۔ انھیں گرفتار کرنے میں طویل عرصہ لگا ۔ 1921ء کے آخر تک صورتحال بہرحال قابو میں کرلی گئی اور بغاوت کو کچل دیا گیا ۔ جھڑپوں میں موپلاہ کو 3000 کا جانی نقصان ہوا۔ فوجوں کو بھی بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا ۔ مسلم لیڈروں نے موپلاہ مہلوکین کو شہید کا درجہ دیا ۔

ڈسمبر 1921ء میں کانگریس کا اجلاس احمد آباد میں ہوا ۔ اس وقت تک 40,000 کانگریس ورکر جیلوں میں جاچکے تھے ۔ جس میں کانگریس کے منتخب صدر سی ۔ آر ۔ داس بھی شامل تھے ۔ کانگریس نے عدم تعاون تحریک کو جاری رکھنے کی قرارداد منظور کی اور اپنے تمام ورکروں کو عوامی پیمانے پر سیول نافرمانی تحریک منظم کرنے کی ہدایت دی کیوں کہ اس وقت تک عوام تحریک عدم تعاون کے طریقوں میں کافی ماہر ہوچکے تھے ۔ گاندھی جی نے وائسرائے کو ایک خط کے ذریعہ سورت ڈسٹرکٹ میں بردولی کے مقام سے عوامی سیول نافرمانی تحریک کے آغاز کے تعلق سے کانگریس کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ انھوں نے وائسرائے سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے ۔ ان تمام قیدیوں کو آزاد کرے جن کو عدم تشدد کی سرگرمیوں پر جیل بھیج دیا گیا ہے اور صحافت کو سرکاری مداخلت سے آزاد رکھے ۔ گاندھی جی نے وائسرائے کو الٹی میٹم دیا کہ اگر یہ مطالبات نہیں مانے گئے تو سات دن کے اندر عوامی پیمانے پر سیول نافرمانی تحریک شروع کرنے سے انھیں روکا نہیں جاسکے گا ۔ حکومت ہند نے یہ چیلنج قبول کرلیا اور فوج اور پولیس کے بل بوتے پر تحریک کو روکنے کی تیاری شروع

کردی۔ گاندھی جی بذات خود مہم کا افتتاح کرنے کے لیے بردولی پہونچے۔ سارے ہندوستان کی نظریں اس بات پر لگی تھیں کہ اس عظیم لڑائی میں جیت کس کی ہوتی ہے۔ لیکن جنگ شروع کرنے سے پہلے ہی ہار دی گئی۔ کیوں کہ چوری چوڑا کے بدبختانہ واقعہ کے پیش نظر گاندھی نے تحریک کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔

25.14 چوری چوڑا واقعہ اور تحریک عدم تعاون کا اختتام

چوری چوڑا یوپی کے گورکھپور ڈسٹرکٹ کا ایک دیہات ہے۔ 5 فبروری 1922ء کو 3000 کسانوں نے وہاں ایک جلوس نکالا۔ پولیس نے ان پر فائرنگ کی۔ جب ان کا اسلحہ ختم ہوگیا تو برہم کسانوں کے ہجوم نے پولیس اسٹیشن پر حملہ کردیا اور پولیس والوں کو تھانے میں بند کرکے اسے آگ لگادی۔ 22 پولیس والے جل کر مرگئے۔ بریلی میں بھی ایک فساد ہوا۔ گاندھی جی کو ان واقعات سے بے حد صدمہ پہنچا۔ انھوں نے ساری تحریک پر نظر ثانی کی اور اس نتیجے پر پہونچے کہ قوم پرست ورکر نہ تو عدم تشدد کے فلسفے کو صحیح طرح سے سمجھ سکے ہیں نہ ہی اس پر عمل کرنے کی انھیں مناسب تربیت حاصل ہوسکی ہے۔ ایسی صورت میں گاندھی جی کے مطابق سیول نافرمانی تحریک ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی تھی۔ اس لیے انھوں نے تحریک کو معطل کردینے کا فیصلہ کیا کیوں کہ انھیں اچھی طرح سے یہ احساس تھا کہ کسی بھی پرتشدد تحریک کو برطانوی حکومت آسانی سے کچل سکتی ہے۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کو بردولی میں طلب کیا گیا۔

جس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ قانون کو توڑنے والی تمام سرگرمیاں فی الفور روک دی جائیں۔ کانگریس کے ورکروں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ اپنی توانائیاں مثبت پروگراموں میں صرف کریں۔

بردولی کی قرارداد نے سارے ملک کو بھونچکا کردیا۔ کانگریس کے نوجوان لیڈروں نے گاندھی جی پر شدید تنقید کرنی شروع کی سبھاش بوس لکھتے ہیں۔

"ایسے وقت جب عوام کا تجسس نقطہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ پیچھے ہٹ جانے کا حکم کی آواز ایک قومی سانحے سے کم نہیں تھی"

نہرو نے محسوس کیا کہ ایک واحد مقام پر ہونے والے گناہ کی سزا گاندھی جی نے پوری قوم کو دی ہے۔ حکومت نے گاندھی جی کے خلاف ان جذبات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں حکومت کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا۔ ان پر ایک تاریخی مقدمہ چلانے کی بعد انھیں چھے سال قید کی سزا دی گئی۔

اس طرح عدم تعاون تحریک کا اختتام عمل میں آیا۔ بہت جلد ہی خلافت تحریک بے مقصد ہوگئی۔ جب کہ مصطفی کمال نے سلطان ترکی (خلیفہ) کا تختہ الٹے ہوئے ترکی میں ایک سیکولر حکومت قائم کردی۔ خلافت تحریک نے عدم تعاون کی مہم میں انتہائی اہم کردار ادا کیا اس کی وجہ سے مسلمان قومی تحریک سے وابستہ ہوگئے گوکہ آگے جاکر انھوں نے راستے بدل لیے۔ عدم تعاون اور سیول نافرمانی تحریکات کی ناکامی کے باوجود ان کی وجہ سے قومی تحریک کو کافی تقویت حاصل ہوئی۔ ہندوستانی عوام کو جدوجہد آزادی سے جوڑ دیا گیا۔ ان کی خود اعتمادی اور عزت نفس میں اضافہ ہوا جسے کوئی بھی پسپائی متاثر نہ کرسکتی تھی وہ تحریک جو 1921ء میں شروع ہوئی کئی نشیب و فراز سے گذرنے کے بعد بھی ملک کی آزادی حاصل کرنے تک برقرار رہی۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad
IMC LIBRARY

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

4۔ تحریک عدم تعاون کے اہم پروگرام کیا تھے؟

5۔ چیرالہ پیرالہ تحریک کی قیادت کس نے کی؟

6۔ پیداستدی پاڈو میں ٹیکس نہیں مہم کے لیڈر کون تھے؟

7۔ گاندھی نے عدم تعاون تحریک کیوں واپس لے لی؟

25.15 خلاصہ

1۔ 1919 تک گاندھی جی ایک قومی لیڈر کی حیثیت سے اپنا مقام بنا چکے تھے جنوبی آفریقہ میں ان کی سرگرمیوں، چمپارن، احمد آباد اور کھیڑہ میں ان کی جدوجہد اور رولیٹ ایکٹ کے خلاف ان کی احتجاجی مہم نے انہیں سارے ملک کے لیڈر ہونے کا عظیم درجہ عطا کیا تھا۔

2۔ جلیان والا باغ المیہ ہندوستانی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ چوں کہ اس کی وجہ سے سارے ہندوستان میں مخالف برطانیہ احساسات زیادہ شدید ہوگئے۔

3۔ گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد کو آگے بڑھانے کے مقصد سے خلافت تحریک کا ساتھ دیا۔

4۔ عدم تعاون تحریک ہندوستانی جدوجہد آزادی کی پہلی عوامی تحریک تھی۔ تعمیری سرگرمیاں بھی اس تحریک کا ایک حصہ تھیں۔ یہ تحریک 1922ء میں چوری چوڑا واقعہ کے سبب ختم کردی گئی۔

25.16 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ چمپارن میں گاندھی جی نے نیل کے کاشت کاروں کے مفاد کے حمایت کی احمد آباد میں انھوں نے مل مزدوروں کے مزدوری میں اضافہ کے مطالبہ کا ساتھ دیا اور کھیڑہ میں وہ مالگزاری میں اضافہ کی مخالفت میں کسانوں کے ساتھ ہوگئے۔

2۔ جلیان والا باغ المیہ 13 اپریل 1919ء کو پیش آیا۔ اس کی وجہ سے مخالف برطانیہ جذبات میں تیزی اور مضبوطی آئی۔

3۔ گاندھی جی نے خلافت تحریک کی حمایت اس لیے کی کہ وہ اسے ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط بنانے کا بہترین موقع تصور کرتے تھے۔

4۔ برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ، اسکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ، برطانوی عدالتوں اور ان کی کونسلوں کا بائیکاٹ، پرنس آف ویلز کی آمد کا بائیکاٹ، اہم بائیکاٹ پروگرام تھے جن پر عدم تعاون تحریک کے دوران عمل کیا گیا۔ تحریک کے تعمیری پروگرام بھی تھے۔ جیسے کہ قومی اسکولوں اور کالجوں کا قیام، کھدر بننا اور سودیشی جذبے کو فروغ دینا۔

5۔ چیرالہ پیرالہ جدوجہد کے لیڈر ڈگی رالا گوپالا کرشنیا تھے۔

6۔ پیداتدی پاڈو میں "ٹیکس نہیں" مہم پرداتانینی ویریا چودھری کی قیادت میں چلائی گئی۔

7۔ گاندھی نے چوری چوڑا میں ہجوم کے تشدد کے پیش نظر تحریک عدم تعاون کو واپس لے لیا۔

25.17 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے۔

1۔ ان حالات کا جائزہ لیجیے جن کی وجہ سے گاندھی ایک قومی لیڈر بن کر ابھرے؟

2۔ تحریک عدم تعاون کی خصوصیات اور اثرات بیان کیجیے؟

3۔ آندھرا میں عدم تعاون تحریک کے بارے میں بیان کیجیے؟

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU HYDERABAD
Accn No. BA-011
Date 03-08-2015

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE IMC LIBRARY

II۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجیے ۔

1۔ رولیٹ ستیہ گرہ کی اہمیت کیا ہے ؟

2۔ جلیان والا باغ المیہ کی اہمیت پر روشنی ڈالیے ؟

3۔ خلافت تحریک کیوں اہم ہے ؟

25.18 سفارش کردہ کتابیں

1. Maulana A. Azad	*India Wins Freedom*
2. Judith Brown	*The emergence of Mahatma Gandhi*
3. Louis Fisher	*Mahatma Gandhi*
4. Jawaharlal Nehru	*Discovery of India*
5. Majumdar R.C.	*History and culture of the Indian People, Bharatiya Vidya Bhavan series, Vol.X*
6. Kesavanarayana B.	*Political and Social Movements of Andhra 1900- 1950*
7. Majumdar, R.C.	*History of the Freedom Movement in India ,Vol.II*
8. Sumit Sarkar	*Modern India*
9. Tara Chand	*History of the Freedom Movement in India Vol.3*

مصنف : اے۔ وی۔ کوٹی ریڈی

مترجم : بادیہ خاتون

اکائی 27 سیول نافرمانی تحریک

ساخت

27.0 مقاصد

27.1 تمہید

27.2 لاہور کانگریس

27.3 سیول نافرمانی تحریک

27.3.1 نمک ستیہ گرہ

27.3.2 ظلم واستبداد کی پالیسی

27.4 پہلی گول میز کانفرنس

27.5 گاندھی۔ اردن پیکٹ

27.6 دوسری گول میز کانفرنس

27.7 تیسری گول میز کانفرنس

27.8 سیول نافرمانی تحریک کا آخری مرحلہ

27.9 سیول نافرمانی تحریک کا اختتام

27.10 خلاصہ

27.11 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

27.12 نمونہ امتحانی سوالات

27.13 سفارش کردہ کتابیں

27.0 مقاصد

اس کائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

- لاہور کانگریس 1929ء کی اہمیت کو اجاگر کرسکیں۔
- نمک ستیہ گرہ کے بارے میں سمجھا سکیں۔
- گاندھی۔ اردن پیکٹ کی وضاحت کرسکیں۔
- گول میز کانفرنس اور
- سیول نافرمانی تحریک کے آخری مرحلہ تک کے تمام واقعات بیان کرسکیں۔

27.1 تمہید

1930ء میں نمک ستیہ گرہ کے ذریعہ شروع کی جانے والی سیول نافرمانی تحریک جدوجہد آزادی کا ایک اہم مرحلہ ہے سیول نافرمانی کے آغاز کا فیصلہ 1929ء میں لاہور کانگریس میں کیا گیا۔ سیول نافرمانی تحریک سے لاکھوں ہندوستانی عوام کو جدوجہد آزادی کی تحریک ملی۔ مہاتما گاندھی کی قیادت میں سیول نافرمانی تحریک برصغیر کی عوامی تحریک بن گئی عوام غیر ملکی اقتدار کے خلاف جنگ میں شریک ہوگئے۔ گاندھی۔اردن پیکٹ کے سبب تحریک کو روک دیا گیا۔

27.2 لاہور کانگریس

1929ء کا سال جدوجہد کی آزادی کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل ہے۔ جولائی 1929ء میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد پاس کی جس میں کانگریسیوں کو لیجسلیٹیو اسمبلی میں ان کی نشستوں سے استعفی دینے کے لیے کہا گیا۔ اس معاملہ کو جب کانگریس کی جنرل باڈی سے رجوع کیا گیا تو مہاتما گاندھی نے کونسلوں کے بائیکاٹ کی حمایت کی۔ موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو نے بھی ان کی حمایت کی اس اقدام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مہاتما گاندھی ایک بار پھر سرگرم سیاست میں حصہ لینے لگے تھے اور ان کے عدم تعاون کے عقیدے نے عوامی ذہنوں کو متاثر کیا اور اسے مقبولیت حاصل ہوئی۔

1929ء میں انگلینڈ میں لیبر پارٹی کو عام انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی اور رامسے میکڈونلڈ وزیر اعظم بنا۔ اس نے ہندوستان کے وائسرائے لارڈ اردن کو ہندوستان کے دستوری ارتقا کے معاملے پر مشاورت کے لیے طلب کیا۔ ہندوستان واپس آکر اردن نے بیان دیا کہ سائمن کمیشن کی سفارشات کو حکومت نے منظور کرلیا ہے اور اصلاحات پر مباحث کے لیے جلد ہی جلد ایک کانفرنس بلائی جائے گی۔ اس نے مزید اعلان کیا کہ "ہز میجسٹی کی حکومت کی جانب سے مجھے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اس بات کی وضاحت کردوں کہ ان کے فیصلے کے مطابق جیسا کہ 1917ء کے اعلامیہ میں واضح کیا گیا ہے۔ ہندوستان میں دستوری ارتقا کا فطری مسئلہ جیسا کہ زیر غور لایا گیا ہے ڈومینین درجہ کا حصول ہے"۔

اس بیان پر انگلستان میں کنزرویٹو (Conservative) اور لبرل دونوں پارٹیوں کی جانب سے اور صحافت کی جانب سے بھی سخت تنقید ہوئی۔ اس احتجاج کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

لیبر پارٹی کو پارلیمنٹ میں قطعی اکثریت حاصل نہیں ہوسکی۔ اس لیے جب گاندھی، نہرو اور دوسرے کانگریسی لیڈر اردن سے ملے اور اس بات کا تیقن حاصل کرنا چاہا کہ ہندوستان کو ڈومینین درجہ دے دیا جائے گا۔ وائسرائے نے اپنی معذوری ظاہر کی۔ جس پر گاندھی نے اعلان کیا کہ اب ہماری جدوجہد کا مقصد آزاد ہندوستان ہوگا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-34.

اس پس منظر میں لاہور میں کانگریس کا اجلاس 29 دسمبر 1929ء کو ایک تناؤ سے بھرپور ماحول میں ہوا۔ اس وقت تک کئی سیاسی لیڈروں کو گرفتار کیا جاچکا تھا۔ کانگریس نے جواہرلال نہرو کو صدر چنا۔ وہ نوجوان اور جوش و ولولے سے بھرپور تھے۔ ان کی موجودگی سے اجلاس میں خاص دلکشی پیدا ہوگئی۔ کانگریس کے لاہور اجلاس نے ایک طویل قرارداد پاس کی۔ کانگریس نے جہاں قومی جدوجہد کے مسئلے کو سوراج کے حصول کی خاطر سلجھانے کی وائسرائے کے مساعی کی ستائش کی وہیں اس کی یہ رائے بھی تھی کہ موجودہ حالات میں کچھ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت بے فائدہ رہے گی۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ کو باطل سمجھا جائے اور "توقع کی جاتی ہے کہ تمام کانگریس آج کے بعد اپنی تمام توانائیاں ہندوستان کی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لیے صرف کردیں گے۔

آزادی کی مہم کو منظم کرنے کے لیے پہلے قدم کے طور پر کانگریس نے مرکزی اور صوبائی لیجسلیچرز کے بائیکاٹ' اپنی نشستوں سے استعفیٰ دینے اور مستقبل کے الکشن میں براہ راست یا بالواسطہ حصہ نہ لینے کے فیصلہ کیا۔ کانگریس نے اپنے ورکرز سے اپیل کی کہ وہ تعمیری کاموں میں جٹ جائیں ساتھ ہی ورکنگ کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جب بھی مناسب سمجھے سول نافرمانی پروگرام جس میں ٹیکسوں کی عدم ادائیگی بھی شامل تھی شروع کردے۔

اس طرح لاہور کانگریس میں ایک بار پھر سول نافرمانی تحریک کی تجدید کی گئی۔ گاندھی جو ملک میں ہونے والے چند پرتشدد واقعات سے تشویش میں بتلا تھے چاہتے تھے کہ سول نافرمانی تحریک میں عدم تشدد کی مہم کے ذریعہ نوجوانوں کے ابلتے جذبات کی نکاسی کی راہ پیدا کی جائے۔ یہ قرارداد درحقیقت گاندھی جی نے تیار کی۔ 31 دسمبر 1929ء کی آدھی رات کو کانگریس پریسیڈنٹ' نہرو نے ایک مقدس جلوس کی قیادت کرتے ہوئے ہندوستان کی آزادی کی علامت کے طور پر ترنگا لہرایا حاضرین میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور مستقبل کے ہندوستان کے شاندار تصور سے امیدیں جاگ اٹھیں۔

لاہور کانگریس نے ڈومینین اسٹیٹس کے نظریہ کو مسترد کرتے ہوئے ہندوستان کے لیے مکمل آزادی "پورن سوراج" کو اپنا مقصد بنالیا۔ یہ طے کیا گیا کہ 26 جنوری 1930ء کا دن پورے ملک میں پورن سوراج کے دن کے طور پر منایا جائے گا اور دیہاتوں اور قصبوں میں اس موقعہ پر لوگوں کے سامنے اعلان پڑھا جائیگا۔ اعلان بے حد طویل تھا جس میں اُس بات کی تفصیلات بیان کی گئی تھیں کہ کس طرح برطانوی حکومت نے ہندوستان کو تباہ کیا، اس میں مستقبل کی پالیسی بھی پیش کی گئی، اس میں عوام سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ عدم تشدد پر مبنی سول نافرمانی تحریک کے لیے تیار ہوجائیں اور پورن سوراج کے قیام کے لیے وقتاً فوقتاً کانگریس سے ہدایات حاصل کریں۔ آزادی کا یہ دن پورے ملک میں جوش و خروش سے منایا گیا، چند کانگریسیوں نے لیجسلیچر سے استعفے دیئے۔ کانگریسیوں کی بھاری تعداد کو گرفتار کرکے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔

فبروری 1930ء میں سابرمتی کے مقام پر کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا اور سول نافرمانی کی قرارداد منظور کی گئی۔ کمیٹی نے مہاتما گاندھی کو تحریک شروع کرنے کا مجاز ٹھیرایا اور اس بات پر خاص زور دیا کہ تحریک عدم تشدد کے اصول پر برقرار رہے۔ قرارداد نے ان سب سے جو کہ حکومت سے تعاون کررہے تھے اپیل کی کہ وہ اپنا تعاون واپس لے لیں اور اپنے فائدوں کو ٹھکراتے ہوئے آزادی کی اس آخری جنگ میں ان کے ساتھ ہوجائیں۔

27.3 سیول نافرمانی تحریک

27.3.1 نمک ستیہ گرہ

سیول نافرمانی قرارداد کی منظوری کے بعد تمام آنکھیں سابرمتی کی جانب لگی ہوئی تھیں مہاتما کب اور کیسا قدم اٹھاتے ہیں ۔ سارے ملک میں اس بات کا تجسس تھا ۔ مہاتما نے ستیہ گرہ کی مہم گجرات کے مغربی کنارے پر واقع ڈانڈی نامی دیہات کسے نمک قانون توڑتے ہوئے نمک بنانے کے عمل سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ عوام کو ساتھ لے کر نمک کا قانون توڑیں انھوں نے اس فیصلے کی اطلاع وائسرائے کو دیتے ہوئے ملاقات کے لیے وقت مانگا مگر وہاں سے انکار ہوا وائسرائے نے جواب دیا کہ ڈانڈی کا یہ عمل نہ صرف قانون کی خلاف ورزی شمار ہوگا بل کہ اس طرح امن عامہ کو بھی نقصان پہونچنے کا ڈر ہے ۔

12 مارچ 1930ء کو گاندھی جی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ڈانڈی کی جانب پیدل مارچ کے لیے نکلے ۔ ڈانڈی سابرمتی سے 200 میل کی دوری پر واقع ہے ۔ ڈانڈی مارچ انتہائی کامیاب رہا ۔ ہر جانب سے سینکڑوں کی تعداد میں دیہاتی آکر مارچ کرنے والوں کا شاندار استقبال کیا کرتے تھے ۔ مہاتما 6 اپریل کو ڈانڈی پہونچے اور وہاں انھوں نے نمک بنا کر قانون توڑا ۔ ڈانڈی مارچ کا منصوبہ اور اس پر عمل مثالی تھا ۔ 200 میل کا فاصلہ مختلف دیہاتوں کے بیچ سے طے کرنا بذات خود تحریک سیول نافرمانی کا زوردار پروپگنڈا بن گیا ۔ قوم پرستوں کے نزدیک ڈانڈی مارچ کسی یاترا یا زیارت سے کم نہیں تھا اور نمک قانون کی خلاف ورزی پورے ملک کے لیے یہ اشارہ دیتی تھی کہ ہر جگہ اس عمل کو دہرایا جائے ۔ وہ علاقے جہاں قدرتی حالات نمک سازی کے لیے موافق نہیں تھے وہاں دوسرے قوانین کی خلاف ورزی کی گئی ۔ اترپردیش اور گجرات میں مال گزاری اور دوسرے ٹیکس ادا نہ کرنے کی مہم چلائی گئی شمال مغربی سرحدی صوبے میں خان عبدالغفار خاں نے جو سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور ہوئے ایک مخالف حکومت عدم تشدد تحریک شروع کی۔ اس طرح مختصر سے عرصے میں سیول نافرمانی تحریک تیزی سے پھیل گئی۔

مہاتما نے اپنے اس ارادے کو ظاہر کیا کہ سورت ڈسٹرکٹ میں دھرسانا (Dharsana) کے مقام پر نمک کے گودام پر حملہ کیا جائے گا۔ مگر قبل اس کے وہ ابھی اس مقام تک پہونچتے انھیں گرفتار کرکے جیل روانہ کردیا گیا ۔ تب گجرات کے مختلف علاقوں سے لیڈر اور والینٹرز دھرسانا کی جانب روانہ ہوئے ۔ ہزاروں لوگوں کو جنھوں نے نمک گوداموں پر چھاپا مارنے میں حصہ لیا تھا بری طرح پیٹا گیا اور جیلوں میں ٹھونسا گیا ۔ والینٹرز کی عدم تشددانہ جدوجہد اور ان کے ایثار و قربانی کی کہانیاں غیر ملکی اخبارات میں بھی چھپیں ۔ یونائیٹیڈ پریس امریکہ کے کرسپانڈنٹ مسٹر ویب ملر (Web-Miller) نے سیول نافرمانی تحریک کی انتہائی واضح تصویر پیش کی اور بتایا کہ کس طرح گاندھی نے اپنے پیروؤں کے دل و دماغ پر قبضہ کرتے ہوئے انھیں ڈسپلین کا پابند بنایا اور ان میں قربانی دینے کی خواہش جگائی ہے ۔

اپریل 1930ء میں گاندھی نے ہندوستان کی عورتوں سے اپیل کی کہ وہ پکٹنگ کریں اور چرخہ کاتیں۔ اپیل کا رد عمل نہایت شاندار تھا۔ ایسی ہزاروں عورتوں نے جو پہلے کبھی گھروں سے نہیں نکلی تھیں باہر نکل کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ ہندوستانی عورتوں کی یہ بیداری ہر کسی کے لیے حیران کن تھی۔ اس سے ہندوستانی سماج پر مہاتما گاندھی کے غیر معمولی اثر کی ایک اور مثال ملتی ہے۔ پرامن مزاحمت کرنے والے (Passive Resisters) دن بدن بڑھنے لگے اور ملک کے لیے ان کا قربانی کا جذبہ اور آزادی کی جدوجہد پہلے سے کہیں زیادہ قوی ہونے لگی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ 26 جنوری 1930ء کی اہمیت کیا ہے۔

• ________________________________

• ________________________________

• ________________________________

• ________________________________

2۔ گاندھی نے نمک کا قانون کب اور کہاں توڑا؟

• ________________________________

• ________________________________

• ________________________________

• ________________________________

27.3.2 ظلم واستبداد کی پالیسی

ابتدا میں برطانوی حکومت نے سیول نافرمانی تحریک کو سنجیدگی سے نہیں لیا بل کہ اس کا مذاق بھی اڑایا۔ جلد ہی انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور صورت حال کی سنگینی واضح ہوئی۔ وہ اس کو مکمل طور سے کچل دینا چاہتے تھے۔ اسی لیے عوام پر ظلم و ستم ڈھانے لگے۔ نئے آر ڈی نینس پاس کیئے گئے۔ جیسے ایمرجنسی پریس آرڈی نینس (EmergencyPress Ordinance)۔ 1920ء میں 9 اخباروں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی اشاعت موقوف کردیں کیوں کہ وہ ضمانت کی Security Amount ادا کرنے میں ناکام ہوگئے تھے۔ سارے ملک کے کونے کونے میں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ والنٹیرز کے خلاف کئی جھوٹے الزامات عائد کیے گئے جیسے چوری وغیرہ۔ تقریباً 75,000 لوگ جیل بھیجے گئے۔ تمام لیڈر جن میں کانگریس پریسیڈنٹ نہرو بھی شامل تھے قید کرلیے گئے۔ گاندھی کو 4 مئی 1930 کو گرفتار کیا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورا ملک ہی جیل بھیج دیا گیا ہے۔

حکومت نے لوگوں کو ہراساں کرنے کے لیے صحیح معنوں میں دور دہشت شروع کر دیا۔ پولیس اور فوج دونوں نے بلا کوئی لحاظ کیے مرد و عورت دونوں پر جابرانہ حملے شروع کیے۔ پولیس کے اس زور و ستم کی صرف ہندوستانی صحافت ہی نے نہیں بل کہ غیر ملکی جرنلسٹوں نے بھی مذمت کی۔ اکا دکا واقعات میں لوگوں نے پتھراؤ بھی کیا مگر مجموعی طور پر یہ "طاقت پر عدم تشدد کی فتح" تھی اور اس کے ذریعہ گاندھی کے عدم مزاحمت کے نظریہ کی پہلی قابل دید فتح حاصل ہوئی۔

27.4 پہلی گول میز کانفرنس

سائمن کمیشن کی رپورٹ جون 1930ء میں شائع کی گئی۔ اس میں سفارش کی گئی کہ نئے دستور کو جہاں تک ممکن ہوسکے خود اپنے اندر اپنے ارتقا کی گنجائش رکھنی چاہیے۔ ہندوستان کا قطعی دستور نوعیت کے اعتبار سے وفاقی ہوگا۔ صوبوں کو مکمل خود اختیاری حاصل رہے گی جن میں امن و ضبط کا محکمہ بھی شامل رہے گا۔ داخلی صیانت جیسے چند معاملات میں گورنر کو مسترد کرنے کے اعلا اختیارات حاصل رہیں گے۔ صوبائی کونسل کی توسیع کی جانی چاہیے۔ مرکز کے ایوان زیرین کی جو فیڈرل اسمبلی کہلائے گا توسیع کی جانی چاہیے اور اسکے انتخاب کا حق صوبائی کونسلوں کو رہے گا۔ ایوان بالا یعنی Council of States میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ایک صوبائی فنڈ ترتیب دیا جائے گا تاکہ صوبوں کو ان کی خود مختاری پر کوئی حرف آئے بنا مناسب وسائل حاصل کرنے کی سہولت رہے۔ کیبنٹ کے ممبران کو گورنر جنرل منتخب کرکے مقرر کرے وہ حکومت کا عملاً سربراہ "Defacto" رہے گا۔ ہائی کورٹس حکومت ہند کے انتظامی کنٹرول میں رہیں گے۔ سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کی ممبر شپ اور فرائض میں کمی کی جائے گی۔ ہندوستان میں برطانوی افسران اور فوجوں کی موجودگی مزید کئی برسوں تک کے لیے بے حد ضروری ہے۔

وائسرائے کے اعلان نامے کی مطابقت میں برطانوی حکومت کے نمائندوں اور ہندوستان کے نمائندوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد ہونا تھا۔ تاکہ دستوری تجاویز پر بحث کی جاسکے۔ چناں چہ نومبر 1930ء میں شاہ انگلینڈ نے پہلی گول میز کانفرنس کا افتتاح کیا۔ لیبر پرائم منسٹر رامسے میکڈونالڈ نے صدارت کی۔ اس میں برطانوی پارٹیوں کے 16 ارکان، برطانوی ہندوستان سے 57 ارکان شامل تھے۔ کانگریس نے اپنے نمائندے روانہ کرنے سے انکار کردیا۔ دوسری پارٹیوں کی نمائندگی ان کے متعلقہ لیڈران کر رہے تھے۔

ہندوستانی لیڈروں نے ملک کے لیے ڈومینین درجہ کا مطالبہ کیا اور مرکز میں ذمہ دار حکومت کی مانگ کی۔ انھوں نے برطانوی پارلیمانی نظام کو ہندوستان میں قائم کرنے کی وکالت کی۔ برسر اقتدار ہندوستانی حکمرانوں نے حکومت خود اختیاری کے ساتھ وفاق میں شامل ہونے سے اتفاق کیا۔ جہاں فیڈرل ڈھانچے کے تعلق سے کمیٹی کے ذریعہ کچھ پیش رفت ہوئی وہیں ایک نئی پیچیدگی اس وقت پیدا ہوگئی جب کہ ڈاکٹر امبیڈکر نے یہ مطالبہ کیا کہ پسماندہ ذاتوں کو الکٹورل مقاصد کے لیے ایک علاحدہ کمیونٹی تصور کیا جائے۔ ایک اور رکاوٹ مسلم نمائندوں کی وجہ سے پیش آئی۔ جنھوں نے اعلان کیا کہ جب تک اقلیتیں پوری طرح سے مطمئن نہ ہوجائیں تب تک کوئی بھی دستور کامیاب نہیں ہوسکتا۔

MEDIA CENTRE • MANUU • Hyderabad • IMC LIBRARY

لبرل مسلمانوں کی جانب سے ان اختلافات کو کم کرنے کی تمام کوشش ناکام ہوگئیں۔ مسلم ڈیلی گیٹس نے اعلان کیا۔

"نہ تو مرکزی حکومت میں اور نہ ہی صوبائی حکومت میں کوئی پیش رفت ممکن ہے اور نہ ہی قابل عمل ہے۔ جب تک کہ ہندوستانی مسلمانوں کو مناسب تحفظات نہیں فراہم کیئے جاتے اور یہ کہ ایسے تحفظات کے بغیر کوئی بھی دستور ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ناقابل قبول ہوگا"۔

ان اختلافات کے پیش نظر کانفرنس برخواست کردی گئی انگلستان کے پرائم منسٹر نے جہاں چند دستوری اصلاحات کو قبول کیا وہیں فرقہ وارانہ تنازعہ کے تعلق سے کہا۔

"یہ ان فرقوں کا فرض ہے کہ وہ آپس میں کسی سمجھوتے پر پہونچیں"

اس نے یہ بھی کہا کہ حکومت اس بات کی متمنی ہے کہ بلا کسی تاخیر کے نئے دستور کو نافذ کیا جائے۔ اس بات کی امید ظاہر کی کہ سیول نافرمانی تحریک کے لیڈر آپسی تعاون کے اس کام میں حصہ لیں گے۔

کانگریس ورکنگ کمیٹی جنوری 1931 میں گول میز کانفرنس برخاست ہونے کے دو دن بعد منعقد کی گئی۔ کمیٹی نے کانفرنس کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ انھوں نے برطانوی وزیراعظم کے بیان کو مبہم قرار دیا اس لیے کانگریس کی پالیسی کو تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کی گئی کمیٹی نے عوام کو تاکید کی کہ وہ پہلے سے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ جدوجہد کو جاری رکھیں۔ اسی اثنا میں برطانوی حکومت نے تمام مقید لیڈروں کی رہائی کے احکام جاری کیئے۔ تاکہ انھیں برطانوی وزیراعظم کی پیش کش پر بحث کرنے کا موقعہ حاصل ہو۔

27.5 گاندھی۔ اروِن پیکٹ

وہ لیڈران جنھوں نے گول میز کانفرنس میں حصہ لیا تھا۔ کانگریس سے اپیل کی کہ اس تعلق سے وہ اپنے بائیکاٹ کے پروگرام پر از سرنو غور کریں اور اس سلسلے میں وائسرائے سے ملیں۔ گاندھی اور اروِن کی ملاقات فبروری 1931ء میں ہوئی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں گاندھی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ کانگریس کی طرف سے کوئی بھی سمجھوتہ طے کرسکتے ہیں بعد میں چند اور کانگریسی لیڈر بھی گاندھی کے ساتھ مذاکرات میں شامل ہوگئے۔ مذاکرت کئی دن تک طول کھینچتے رہے اور آخر جب سمجھوتہ طے پایا تو کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اس کی توثیق کردی۔ اس سمجھوتے پر وائسرائے اروِن اور گاندھی نے 5 مارچ 1931ء کو دستخط کیئے۔

سمجھوتے کی شرائط کے مطابق سیول نافرمانی تحریک کو ترک کرنے سے اتفاق کیا گیا۔ جہاں تک دستوری مسائل کا تعلق تھا ان پر مزید بحث دوسری گول میز کانفرنس تک ملتوی رکھی گئی وفاق کو ناگزیر تسلیم کیا گیا۔ اس طرح ریزرویشن اور تحفظات بھی ہندوستان کے مفاد میں ضروری تسلیم کیئے گئے۔ دستوری اصلاحات کے تعلق سے مستقبل کے مباحث میں کانگریس بھی شریک ہوگئی۔ گورنمنٹ نے ستیہ گرہیوں کے تمام غیر فیصل شدہ مقدمات کو واپس لینے اور ساتھ ہی تمام ایمرجنسی آرڈی ننس کو بھی واپس لینے کا وعدہ کیا۔ حکومت نے غیر ملکی مصنوعات کے خلاف پرامن پکٹنگ کی اجازت دینے

سے اتفاق کیا بشرطیکہ معمول کے قوانین کی کوئی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ حکومت نے نمک کے علاقے میں رہنے والے لوگوں کو اپنے استعمال کے لیے نمک بنانے کی اجازت دی لیکن تجارتی مقاصد کے لیے یہ اجازت نہیں تھی۔

کانگریس نے سول نافرمانی تحریک کو موقوف کرنے اور دستوری اصلاحات کی اسکیم پر مزید مباحث میں شرکت سے اتفاق کیا بہت سے لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ گاندھی۔اورن پیکٹ لاہور قرارداد سے جس میں پورن سوراج کا مطالبہ کیا گیا تھا میل نہیں کھاتا۔ گوکہ گاندھی نے اس سے انکار کیا مگر یہ واضح تھا کہ کانگریس نے مکمل آزادی کے مطالبہ کو معطل کردیا تھا۔ اور اپنے اس پرانے موقف سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ جس کے سبب پہلی گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کیا گیا تھا۔ سمجھوتے کی بہتوں نے مخالفت کی خاص طور سے نوجوانوں کی تنظیموں نے۔ سبھاش چندر بوس نے پیکٹ پر شدید تنقید کی۔ یوتھ کانگریس نے بھی سمجھوتے کی مذمت کی۔ لیکن گاندھی کے ماننے والوں کا اصرار تھا کہ یہ پیکٹ کانگریس کی جیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر ان کے دلائل قابل قبول نہیں تھے۔ گاندھی کی جانب سے پیکٹ کو ماننے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ انھیں احساس تھا کہ انگریزوں سے اس غیر مساوی جنگ میں کانگریس کی جیت کے امکانات بہت تھوڑے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بروقت سمجھوتے قابل ترجیح ہے۔ عوام تحریک میں ایسے فیصلے ناگزیر ہوتے ہیں۔

سمجھوتے کے لیے مہاتما گاندھی کے پاس وجوہات چاہے جو بھی ہوں اس پیکٹ سے برطانوی ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار حکومت نے انڈین نیشنل کانگریس کو مساوی درجے کا سیاسی حریف تسلیم کیا اور اس بات پر بھی مہر لگ گئی کہ امن طے کرنے کے لیے کانگریس ہی مختار کل ہے۔ شعوری یا لاشعوری طور پر برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان کے سیاسی مسائل پر بولنے کے لیے کانگریس کو مختار ہونے کا درجہ دیدیا۔

سول نافرمانی تحریک جو اچانک ہی ختم کردی گئی۔ سوراج کی جدوجہد میں بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے ذریعہ عوام میں سیاسی شعور کی بیداری دیکھنے کو ملی۔ ساتھ ہی ساتھ مہاتما کی قیادت میں پوشیدہ اعلا اخلاقی تحریک کا مشاہدہ بھی ہوا۔

گاندھی۔ اروِن پیکٹ پر کانگریس کے کراچی اجلاس میں غور و خوض کیا گیا۔ نوجوان طبقہ سمجھوتے سے خوش نہیں تھا خاص طور سے بھگت اور سکھ دیو جیسے نوجوان انقلابیوں کی پھانسی کی خبر سن کر ان کے غم و غصہ کی انتہا نہیں رہی۔ یہ لوگ لاہور سازش کیس میں ماخوذ تھے۔ نوجوان یہ سمجھ رہے تھے کہ گاندھی نے وائسرائے سے سزائے موت کو منسوخ کرنے کے معاملے میں زور دیکر بات چیت نہیں کی یہی وجہ تھی کہ کراچی اجلاس کے موقع پر کالی جھنڈیوں سے گاندھی جی کا سواگت کیا گیا۔ کانگریس اجلاس میں ایک قرارداد بھی پیش کی گئی کہ شہید بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی بہادری اور جانثاری کو کانگریس کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے ایک اور بدبختانہ واقعہ پیش آیا جن دنوں کانگریس کا اجلاس چل رہا تھا۔ کانپور میں شدید ہندو مسلم فساد پھوٹ پڑا ہر جگہ بڑی تیزی سے لوٹ مار، خنجر زنی اور آتش زنی کے واقعات پیش آنے لگے۔

اس مشتعل ماحول میں کانگریس اجلاس نے گاندھی۔اروِن پیکٹ کو اس خود فریبانہ نوٹ کے ساتھ منظور کیا۔

"کانگریس یہ واضح کردینا چاہتی ہے کہ "پورن سوراج" کا ہمارا مقصد جوں کا توں برقرار ہے"۔

اس کے بعد دوسری گول میز کانفرنس میں بھیجے جانے والے ڈیلی گیٹس کے تعلق سے کانگریس ورکنگ کمیٹی نے غور کیا۔ طویل مباحث کے بعد آخر کار متفقہ طور پر یہ طے کیا گیا کہ گاندھی اس کانفرنس میں کانگریس کے واحد نمائندہ ہوں گے۔ گاندھی فرقہ وارانہ فسادات پر سخت تشویش میں مبتلا تھے کیوں کہ ان کا احساس تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جب تک پہلے ہی سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہوجاتا تب تک کانفرنس کامیاب نہیں ہوسکتی۔

اس دوران لارڈ ولنگڈن نے وائسرائے کی حیثیت سے لارڈ اروِن سے جائیزہ حاصل کیا۔ اس نے سمجھوتے کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے پھر سے جابرانہ پالیسی شروع کی۔ گاندھی نے اس پر احتجاج کرتے ہوئے وائسرائے کو آگاہ کیا کہ وہ دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے انگلینڈ نہیں جائیں گے۔ وائسرائے سے ایک میٹنگ کے بعد جس میں شکایتوں کی تحقیقات کا تیقین دیا گیا۔ گاندھی نے کانفرنس میں شرکت کی حامی بھری۔

27.6 دوسری گول میز کانفرنس

دوسری گول میز کانفرنس لندن میں ستمبر 1931ء میں شروع ہوئی مہاتما گاندھی اس میں کانگریس کے واحد نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ لندن میں گاندھی کی آمد نے مختلف طبقات میں ایک سنسنی پھیلائی۔ گاندھی نے امن اور خیر خواہی کے بارے میں اپنے خیالات کئی تقریروں کے ذریعہ ظاہر کیئے اور برطانوی عوام سے اپیل کی کہ وہ ہندوستان کی آزادی کی تحریک سے ہمدردی کا اظہار کریں۔

کانفرنس کے دو اہم مسائل تھے۔ وفاقی ڈھانچہ بنانے کے لیے تفصیلات تیار کرنا اور ایک ایسا منصوبہ بنانا جو اقلیتوں کے لیے قابل قبول ہو۔ گاندھی نے کراچی قرارداد پر اصرار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ "ذمہ دار حکومت" فوری طور پر قائم کردی جائے جو کہ مرکز اور صوبے دونوں جگہ پوری طرح ذمہ دار ہو۔ انھوں نے اپنے مطالبے میں یہ بھی اضافہ کیا کہ اس حکومت کو فینانس، فوج، دفاع اور خارجی معاملات پر مکمل اختیار ہونا چاہیے۔ گاندھی نے یہ بھی دعوی کیا کہ کانفرنس پورے ملک کی نمائندگی کرتی ہے۔ فرقہ وارانہ مسائل پر مباحث غیر مختتم رہے۔ کئی مذاکرت کے بادجود یہ ناممکن رہا کہ کوئی ایسی اسکیم سامنے لائی جائے جو تمام پارٹیوں کے لیے قابل قبول ہو۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے گاندھی کے سامنے تجویز رکھی کہ ایک سمجھوتے کے تحت لیجسلیچرس میں پسماندہ فرقوں کے لیے چند نشستیں محفوظ کردی جائیں۔ گاندھی نے اس نظریہ کو منظور نہیں کیا جس پر ڈاکٹر امبیڈکر نے دوسری اقلیتوں سے ہاتھ ملا لیا۔ مسلمانوں، پسماندہ فرقوں، اینگلو انڈین اور دوسری اقلیتوں نے مطلع کیا کہ وہ آپس میں ایک سمجھوتے پر پہونچ چکی ہیں۔ یہ بات ہندو اور سکھ نمائندوں نے منظور نہیں کی جس کے سبب تعطل پیدا ہوگیا۔

مہاتما گاندھی نے زور دیا کہ اقلیتوں کے سوال کو کانفرنس کے بنیادی سوال یعنی ہندوستان کے دستور کی تدوین پر فوقیت نہیں دی جانی چاہیے۔ آخر کار ارکان کانفرنس نے فرقہ وارانہ سوال پر میکڈ نالڈ کی ثالثی کو قبول کرنے سے اتفاق کیا۔ جب اس نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا تو یہ فیصلے سے زیادہ ایک تجویز کی طرح لگا۔ دوسری گول میز کانفرنس نے وفاقی عدلیہ اور وفاقی لیجسلیچر کی ہئیت ترکیبی کا کام مکمل کرلیا۔ اس نے مالی وسائل کو صوبوں اور مرکز کے درمیان تقسیم کیا۔ اس کے ذریعہ

ریاستوں کا وفاق میں انضمام کا طریقہ کار بھی طے کرلیا گیا۔ ان چند تجویزوں کے علاوہ کوئی اور دستوری تبدیلی یا ارتقا پر برطانوی حکومت نے غور نہیں کیا اور بنا کچھ حاصل کیئے گاندھی ہندوستان واپس آگئے۔ یہ محسوس کیا گیا کہ انگلینڈ کی نئی گورنمنٹ نے (گو کہ اس کے سربراہ میکڈونالڈ تھے لیکن اس پر کنزرویٹو چھائے ہوئے تھے) یہ فیصلہ کرلیا کہ کانفرنس کو توڑ دیا جائے اور کانگریس سے مخالفت جاری رکھی جائے۔ اس معاملے میں مسلمان انگریزوں کے زبردست ساتھی بن گئے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہندوستانی ڈیلی گیٹس کے درمیان ہم آہنگی بھی نہیں پائی جاتی تھی۔ اس طرح دوسری گول میز کانفرنس بھی اپنے اس مقصد میں ناکام ہوگئی کہ ہندوستان کے لیے تسلی بخش دستور تیار کیا جاسکے۔

27.7 تیسری گول میز کانفرنس

تیسری گول میز کانفرنس نومبر 1932ء میں ہوئی۔ کانگریس نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ کانفرنس میں رائے دہی، فیڈرل فینانس اور ریاستوں کے مسائل پر خاص دھیان دیا گیا جو نئی خصوصیات اپنائی گئی تھیں وہ تھیں بالغوں کی ایک بڑی تعداد کو حق رائے دہی میں شامل کرنا اور وفاق کے ایوان بالا کا الیکشن صوبائی لیجسلیچر کے ذریعہ کیا جانا - اس وقت تک دیسی حکمرانوں کا رویہ وفاق کے تعلق سے پہلا جیسا ہمدردانہ نہیں رہا۔ بحثیت مجموعی جب 1932ء میں تیسری گول میز کانفرنس ختم ہوئی، دستور کے تسلی بخش سمجھوتے کے تعلق سے ہندوستانی ارکان کا تجسس ماند پڑ چکا تھا۔

27.8 سیول نافرمانی تحریک کا آخری مرحلہ

گاندھی۔ اروِن پیکٹ طے پانے کے بعد کانگریس نے سیول نافرمانی تحریک کو موقوف کردیا تھا۔ برطانوی حکومت نے سورت ڈسٹرکٹ میں مال گزاری کی وصولی کے سلسلے میں ہوئی پولیس زیادتیوں کی غیر جانبداری سے تحقیقات کروانے کا وعدہ کیا تھا مگر تحقیقات یک طرفہ اور جانبدارانہ تھیں جس کے سبب انکوائیری کمیٹی سے کانگریس کا نمائندہ دستبردار ہوگیا تھا۔ 1931ء میں اترپردیش میں شدید معاشی بحران ہوگیا تھا۔ وہاں کانگریس نے کرایہ نہیں No-Rent مہم شروع کی تھی جو کہ گاندھی، اروِن پیکٹ کے سبب ملتوی کردی گئی تھی۔ حکومت نے جن رعایتوں کا اعلان کیا تھا ان سے ہاتھ کھینچ لیا اور کاشت کاروں سے بقایاجات کا مطالبہ کیا۔ اس پر کانگریس نے کسانوں کو مشورہ دیا کہ وہ کرایہ (Rent) ادا نہ کریں۔ اس کے نتیجے میں کانگریس لیڈر بشمول نہرو اور پرشوتم داس ٹنڈن گرفتار کرلیے گئے۔ شمال مغربی سرحدی صوبے میں خان عبدالغفار خاں کی۔ (Red-Shirts) سرخ قمیض تنظیم پر پابندی لگادی گئی اور اس کے ہزاروں والنٹیرز قید کرلیے گئے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے ہی واقعات دھرائے گئے۔ نیشنلسٹوں کی جانب سے تشدد کی کاروائیاں بھی کی گئیں جس کے رد عمل کے طور پر قیدیوں سے برا سلوک کیا جانے لگا۔ اور "ٹیکس نہیں مہم" کے والنٹرز پر ستم توڑے گئے۔ گورنمنٹ نے دہشت گردوں کی سرگرمیوں کا بدلہ لیتے ہوئے غیر انسانی جور و ستم کا طریقہ اپنایا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34. IMC LIBRARY

گاندھی جب لندن سے واپس ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ جابرانہ احکام اتر پردیش، شمال مغربی صوبے، بنگال اور دوسرے علاقوں میں نافذ کیئے جاچکے ہیں۔ انھوں نے وائسرائے کو ایک ٹیلی گرام بھیجا کہ حکومتی رویہ کی وجہ سے خیر خواہی کا ماحول تباہ ہوچکا ہے۔ جواب میں وائسرائے نے انتظامیہ کے جابرانہ اقدامات کو واجب ٹھرایا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ حکومت نے کانگریس کے تعلق سے جارحانہ رویہ برتنے کی نئی پالیسی اختیار کی ہے۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے حکومت سے درخواست کی کہ ان واقعات کی عوامی سطح پر غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائے جن کی وجہ سے اس قسم کے آرڈی ینس جاری کرنے کی نوبت آئی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے حکومت کو یہ انتباہ بھی دیا کہ اگر اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا تو وہ سیول نافرمانی تحریک کو پھر سے شروع کریں گے۔ جواب نہ صرف نفی میں تھا بلکہ توہین آمیز بھی تھا۔ وائسرائے نے اس وقت تک گاندھی سے ملاقات کرنے سے انکار کردیا جب تک کہ سیول نافرمانی تحریک کی تجدید کی دھمکی برقرار رکھی جائے گی۔ حکومت نے اپنی پالیسی کو واجب ٹھرایا اور چار اور نئے آرڈی ینس جاری کیئے۔ گاندھی اور پٹیل دونوں کو گرفتار کرلیا گیا نہرو اور عفار خاں پہلے ہی سے جیل میں تھے۔ یہ ایک بدبختانہ بات تھی کہ یوروپی غیر سرکاری افسران حکومت کی حمایت کررہے تھے۔ اس طرح سیول نافرمانی تحریک کا آخری مرحلہ شروع ہوگیا۔

تحریک جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ہزاروں لوگوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔ "ٹیکس نہیں" مہم عوامی پیمانے پر چلائی گئی۔ خاتون والنٹرز نے پکٹنگ میں حصہ لیا۔ ہر شہر اور گاؤں میں غیر ملکی کپڑوں کو جلانا روز مرہ کی بات ہوگئی۔ شراب کی دکانوں کی بھی پکٹنگ کی گئی۔ پولیس احکام کی خلاف ورزی میں جلوس نکالے جانے لگے۔ برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ اور پکٹنگ، بنکیوں اور انشورنس کمپنیوں کا بائیکاٹ تحریک کے اہم پروگرام تھے۔ والینٹرز نے عوامی عمارت پر قومی ترنگے لہرانے شروع کیئے۔ بلااجازت پمفلٹ جاری کیئے گئے اور انھیں پولیس میں تقسیم کیا گیا۔

حکومت نے نہایت بے رحمی اور سنگدلی سے جابرانہ اقدامات شروع کیئے۔ کہیں بھی قانون کی حکمرانی نہیں تھی۔ پولیس عورتوں اور بچوں کو بھی پیٹنے سے جھجک نہیں رہی تھی۔ اکثر و بیشتر سنگباری کے فرضی الزامات لگاکہ فائیرنگ کی جارہی تھی سارے ہندوستان میں چھاپے اور تلاشیاں جاری تھیں۔ پولیس لاک اپ میں مارپیٹ کے علاوہ اذیت رسانی کے اور طریقے بھی اپنائے جارہے تھے۔ پولیس نے دیہاتیوں کو ہراساں کرنا شروع کیا۔ وہ ان کی املاک کو لوٹنے اور تباہ و تاراج کرنے لگے ہندوستان میں برطانوی حکمرانی سے دور وسطی کے ظلم کی داستانیں شرمانے لگیں۔

27.9 سیول نافرمانی تحریک کا اختتام

حکومت کی جابرانہ پالیسی کے باوجود سیول نافرمانی تحریک پورے زور و شور سے جاری تھی کہ اچانک گاندھی جی نے علاحدہ الکٹوریٹ کی مخالفت میں مرن برت کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اسی وقت اپنا برت ختم کریں گے جب کہ مشترکہ الکٹوریٹ کو بحال کیاجائے اس کی وجہ سے پورے ملک میں تشویش پھیل گئی اور سیول نافرمانی تحریک اپنی اہمیت کھو بیٹھی۔ کافی عرصہ تک شدومد سے مشاورت جاری رہی اور آخر کار ڈاکٹر امبیڈکر کواپنے مطالبے میں کامیابی ہوئی۔ پونا پیکٹ کے ذریعہ سمجھوتہ طے پایا جس کے مطابق 18% نشستیں پسماندہ ذاتوں کے لیے مختص کی گئیں۔ برٹش حکومت نے اس سے اتفاق کیا گاندھی نے اپنا برت ختم کیا۔

اس کے بعد سیول نافرمانی تحریک کا جوش وخروش ٹھنڈا پڑ گیا۔ گاندھی کی دلچسپی بھی اس تحریک سے ہٹ گئی اور وہ پوری طرح سے چھوت چھات کے مسئلے میں دلچسپی لینے لگے۔ گاندھی نے کانگریس پریسیڈنٹ سے چھ ہفتوں کے لیے سیول نافرمانی تحریک کو معطل کرنے کو کہا اور حکومت سے اپیل کی کہ وہ اپنے آرڈی نینس کو واپس لیتے ہوئے قیدیوں کو رہا کردے۔ وائسرائے نے گاندھی کی اس اپیل کو ماننے سے انکار کردیا۔

کانگریسیوں کی پونا میں غیر رسمی میٹنگوں میں یہ طے کیا گیا کہ سیول نافرمانی تحریک واپس لے لی جائے۔ البتہ انفرادی طور پر سیول نافرمانی جاری رکھنے سے اتفاق کیا گیا۔ دھیرے دھیرے یہ تحریک دم توڑ گئی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3 گول میز کانفرنس کے دوران انگلینڈ کے وزیر اعظم کون تھے ؟

.____.

.____.

.____.

.____.

4 سبھاش چندر بوس اور دوسروں نے گاندھی۔اروِن پیکٹ پر تنقید کیوں کی؟

.____.

.____.

.____.

.____.

27.10 خلاصہ

1۔ ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں 1929ء کی لاہور کانگریس ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس کانفرنس میں "پورن سوراج" کو کانگریس کی منزل قرار دیا گیا۔

2۔ نمک ستیہ گرہ نے ہندستانیوں میں زبردست قومی شعور بیدار کیا۔

3۔ نمک ستیہ گرہ یعنی سیول نافرمانی تحریک 1931ء کے گاندھی اروِن پیکٹ کے نتیجے میں روک دی گئی۔

4۔ تینوں گول میز کانفرنسوں میں ہندوستان کے مستقبل کے دستور سے متعلقہ مسائل پر مباحث کیے گئے۔

27.11 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ 26 جنوری 1930ء کو پورے ہندوستان میں ہندوستانی ترنگا لہرایا گیا اور اس دن کو آزادی کے دن کے روپ میں منایا گیا۔ اسی لیے اس دن کو اہم مانتے ہیں۔

2۔ گاندھی نے 6 اپریل 1930ء کو ڈانڈی کے مقام پر نمک کا قانون توڑا۔

3۔ گول میز کانفرنسوں کے زمانے میں رامسے میکڈونالڈ Ramsay MacDonald انگلینڈ کے وزیراعظم تھے۔

4۔ سبھاش چندربوس اور دوسروں نے گاندھی ۔ اروِن پیکٹ کی مذمت اس لیے کی کہ اس میں ہندوستان کی آزادی کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔

27.12 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے۔

1۔ سیول نافرمانی تحریک جن حالات کے سبب شروع کی گئی انہیں بیان کیجیے۔

2۔ ان عوامل کی جانچ کیجیے جن کے سبب گول میز کانفرنس ناکام ہوئیں۔

3۔ گاندھی۔اروِن پیکٹ کا تنقیدی جائزہ لیجیے اور اس کی اہمیت بتائیے۔

4۔ 1920 تا 1928 کے دوران ہندو مسلم تعلقات کا خاکہ کھینچے اور فرقہ وارانہ فسادات کی وجوہات بیان کیجیے۔

II۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجیے۔

1۔ ڈانڈی مارچ کی اہمیت بتائیے۔

2۔ ابتدائی تیسرے دہے میں ہونے والے فرقہ وارانہ مسئلے کی نوعیت پر بحث کیجیے۔علاحدہ الکٹوریٹ کا مسئلہ کیا تھا۔

3۔ سیول نافرمانی تحریک کا جدوجہد آزادی پر اثر بتائیے۔

4۔ دوسری گول میز کانفرنس پر ایک نوٹ لکھیے۔

27.13 سفارش کردہ کتابیں

Bipan Chandra — *Modern India*

Bipan Chandra — *Struggle for freedom in India*

Jawaharlal Nehru — *Discovery of India*

Judith Brown	*Civil Disobedience*
Louis Fisher	*Mahatma Gandhi*
Majumdar R.C (ed)	*History and culture of the Indian People, Bharatiya Vidya Bhavan Series. Vol.X*
Majumdar R.C	*History of the Freedom in India. Vol.III*
Sumit Sarkar	*Modern India*
Sen S.N	*History of Freedom Movement in India*

مصنف : اے ۔ وی۔ کوٹی ریڈی   مترجم : بادیہ خاتون